گوہرِ حکمت

پانچواں شمارہ

انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

عظمت و اثباتِ ولایت و امامتِ حضرت علی علیہ السلام

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاهُ

تالیف: حجۃ الاسلام مولانا سید محمد کمیل موسوی

التماس سورۃ الفاتحہ برائے مرحوم ولایت حسین اے وی ڈی

Green Island Yourth Forum
(A Project of GIT®)
GIYF, Opp. Zainab Panjwani Hospital, Near Ghusl Khana Fatimiyah Community Centre, Karachi.
Contact: (0213) 2253606, (0331) 2388982
Email: giyf@greenislandtrust.org, Web: youth.greenislandtrust.org

گوہرِ حکمت

عظمت و اثباتِ ولایت و امامتِ حضرت علی علیہ السلام

پیشکش: گرین آئی اینڈ یوتھ فورم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : گوہرِ حکمت (عظمت واثباتِ ولایت وامامتِ حضرت علی علیہ السلام)

تالیف : حجۃ الاسلام مولانا سید محمد کمیل موسوی

تصحیح وترتیب : حجۃ الاسلام مولانا مصطفیٰ علی وکیل

کمپوزنگ : مولانا محمد رضا رطنانی

تاریخ اشاعت : ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ

پیشکش : گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)

ناشر : گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

التماس برائے سورہ فاتحہ

کاظم حسین AVD	حسین علی حاجی علی فرشتہ	رضیہ بانو شعبان علی نایانی
غلام حسین AVD	اقصیٰ زہرا پیرانی	محمد کامران جعفری
رقیہ بائی AVD	پیرانی خاندان کے مرحومین	بندہ خدا
امینہ بائی AVD	محمد علی لیلانی	مہر النساء وزیر علی نایانی
اکبر حسین AVD	وزیر علی نایانی	مہر النساء روحانی

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۵
۲	نقشِ زندگانی	۶
۳	امام علی علیہ السلام کی زندگی پر ایک نگاہ	۷
۴	داستانِ ولادت مولودِ کعبہ	۱۲
۵	اولاد و ازواج	۱۴
۶	امیر المومنین علیہ السلام خلیفۃ اللہ قرآن کی روشنی میں	۱۵
۷	فضائل امیر المومنین علیہ السلام صحیح بخاری و صحیح مسلم میں	۱۶
۸	مولا علی علیہ السلام کا طرزِ زندگی	۲۱
۹	تاریخ غدیرخم و حجۃ الوداع	۲۳
۱۰	مقام غدیرخم	۲۴
۱۱	نزول وحی	۲۴
۱۲	خطبہ غدیر اور منبرِ ولایت	۲۵
۱۳	تاجِ ولایت	۲۷
۱۴	جشن تہنیت	۲۸
۱۵	عید غدیر	۲۹

۱۶	حدیث غدیر کتب اہل سنت میں	۳۰
۱۷	اثبات حدیث غدیر	۳۳
۱۸	اہمیت حدیث غدیر کو کم کرنے کی ناکام کوششیں	۴۱
۱۹	بعد وفات پیغمبرؐ مولا علیؑ کی خاموشی کے اسباب	۴۳
۲۰	اثباتِ ولایت وامامت (مناظرہ ہشام بن حکم)	۴۶
۲۱	ولایت علی علیہ السلام عمل کی متقاضی	۴۸
۲۲	حوالہ جات	۵۰

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔

''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تا کہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم نے جو تقریباً عرصہ چار سال سے مسلسل قوم کے نوجوانوں کی عملی، فکری اور اخلاقی تربیت کے لئے مصروف عمل ہے، اب اس کام کا بیڑا ابھی اٹھایا ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوق مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی وکوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے میں بطور خاص اس بات کو پیش نظر رکھا گیا کہ حتی المقدور مستند علمی مواد کو ایک مختصر کتابچہ کی صورت میں ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے اور مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے آخر میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تا کہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔ زیرنظر کتابچہ بھی اس ترغیب مطالعہ پروگرام کی پانچویں کڑی ہے امید ہے کہ مومنین اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

برادرارجمند قبلہ مولانا مصطفیٰ علی وکیل اور ان کے ساتھیوں کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امامؑ میں شامل فرمائے۔

والسلام

غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش زندگانی

نام	:	علی علیہ السلام، حیدر
کنیت	:	ابوالحسن علیہ السلام
القاب	:	ابوتراب، مولا، وصی، امیر المومنین، ولی، اسداللہ، کرم اللہ وجہہ
والد	:	حضرت ابوطالب علیہ السلام
والدہ	:	حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام
تاریخ ولادت	:	۱۳رجب المرجب ۳۰ عام الفیل
شبِ شہادت	:	۱۹رمضان المبارک ۴۰ ہجری
تاریخ شہادت	:	۲۱رمضان المبارک ۴۰ ہجری
عمر مبارک	:	۶۳ سال
جائے ولادت	:	خانہ کعبہ
جائے مدفن	:	نجف اشرف، عراق

امام علی علیہ السلام کی زندگی پر ایک نگاہ

رسول خداؐ کے بعد مومنین کے پہلے پیشوا و امام، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی، وزیر، وصی اور دخترِ رسول کے شوہر نامدار امیر المومنین حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ امام علی علیہ السلام کی کنیت ابو الحسن علیہ السلام ہے اور آپؑ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں جمعہ المبارک کے دن، ۱۳ رجب المرجب سن ۳۰ عام الفیل کو ہوئی۔ یہ شرف نہ آپؑ سے پہلے اور نہ آپؑ کے بعد کسی کو حاصل ہوا کہ اس کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوتی اور درحقیقت یہ آپؑ کی فضیلتوں میں سے ایک فضیلت ہے جس میں آپؑ کا کوئی شریک نہیں۔

امام علی علیہ السلام کی والدہ گرامی جناب فاطمہؑ بنت اسد ابن ہاشم ابن عبد مناف تھیں۔ جنہوں نے نہ صرف حضرت علی علیہ السلام کو پروان چڑھایا بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے فرائض بھی انجام دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابو طالب علیہ السلام کے گھر میں جناب فاطمہؑ بنت اسد کے دامن پاک میں پلے بڑھے اور ہمیشہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باعظمت و باشرافت بی بی کے احسان مند رہے۔ فاطمہؑ بنت اسد ان ابتدائی افراد میں تھیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں۔ اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجات بشریت کے لئے مدینے ہجرت فرمائی تو جناب فاطمہؑ بنت اسد نے بھی مہاجرین کے ساتھ ہجرت کی اور مدینے ہی میں رحلت فرمائی۔ امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اور آپؑ کے بھائی وہ اولین ہاشمی ہیں جن کے ماں باپ دونوں ہاشمی تھے۔ یعنی ماں اور باپ دونوں طرف سے نسب ہاشم ابن عبد مناف تک پہنچتا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بعثت کے بعد ۲۳ سال زندگی بسر فرمائی۔ جس میں سے ۱۳ سال ہجرت سے قبل اور ۱۰ سال مدینے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ مولا علی علیہ السلام ہجرت سے قبل ان تمام مشکلات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک اور مددگار رہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ میں اٹھانا پڑیں اور ۱۰ سال مدینے میں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کی ہر موڑ پر نصرت و مدد فرمائی۔ آپؑ کی عمر مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت ۳۳ سال تھی اور آپؑ کو ۶۳ سال کی عمر میں ۱۹ رمضان سن ۴۰ ہجری کو مسجد کوفہ میں حالتِ

سجدہ میں عبدالرحمن ابن ملجم کی ضربت لگی جس کے اثر سے ۲۱ رمضان کو آپؑ درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

آپؑ کے القاب بے شمار ہیں جن میں عالم اسلام کا مشہور و پسندیدہ ترین لقب ''کرّم اللہ وجہہ'' ہے، جو اس امر کی علامت ہے کہ عالم اسلام میں آپؑ کی تنہا ذات گرامی ہیں جس نے بتوں کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ اور خود مولائے کائناتؑ کا محبوب ترین لقب ''ابوتراب'' تھا۔ جس سے آپؑ کی عظمت اور خاکساری دونوں کا اظہار ہوتا ہے۔ (نقوشِ عصمت: صفحہ ۱۱۳)

کارناموں کے اعتبار سے:

- روزِ اول دعوت ذوالعشیرہ کا اہتمام کرنے والے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والے آپؑ ہی تھے۔
- ہجرت کی رات اپنی جان خطرے میں ڈال کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان بچانے والے آپؑ ہی تھے اور آپؑ ہی نے امانتوں کو واپس کر کے وقار رسالت کا تحفظ کیا۔
- غار ثور میں قیام کے دوران رسول اکرمؐ کے لئے آب وغذا کا انتظام آپؑ ہی کیا کرتے تھے۔
- بدر کے معرکہ میں آپؑ ہی کی تلوار چمکتی رہی اور ۷۰ مقتولین میں سے ۳۵ کو تن تنہا آپؑ ہی نے تہ تیغ کیا تھا۔
- احد کے معرکہ میں سب کے فرار کر جانے کے بعد آپؑ ہی کا اعلان تھا کہ میں ایمان کے بعد کفر اختیار نہیں کر سکتا ہوں۔
- خندق کے معرکہ میں کلّ کفر کا سر آپؑ ہی نے قلم کیا تھا۔
- خیبر میں مرحب و عنتر کا خاتمہ کر کے قلعہ قموص کو آپؑ ہی نے فتح کیا تھا۔
- آیت نجویٰ کے موقع پر صدقہ دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راز و نیاز کا شرف آپؑ ہی نے حاصل کیا تھا۔

علمی اعتبار سے:

- رسول اکرمؐ نے آپؑ کو شہر علم و حکمت کا دروازہ قرار دیا تھا اور امت کا بہترین قاضی قرار دیا تھا۔ آپؑ کی قضاوت کے محیّر العقول واقعات مکمل کتاب کی شکل میں موجود ہیں۔

- منبر کی بلندی سے ’’سلونی قبل ان تفقدونی‘‘ کا نعرہ آپؑ ہی نے بلند کیا تھا۔
- حکام وقت نے مشکلات میں آپؑ ہی کی طرف رجوع کیا تھا اوران کی علمی گتھیوں کو آپؑ ہی نے سلجھایا تھا۔
- اسلام میں جتنی عظیم شخصیتیں فقہی، ادبی، اخلاقی یا صوفی قسم کی پائی جاتی ہیں، سب کا سلسلۂ شاگردی آپؑ ہی کی ذات اقدس تک منتہی ہوتا ہے۔
- مختلف علوم میں کمال اعلیٰ کے علاوہ علم نحو کے قواعد کی ایجاد آپؑ ہی نے فرمائی ہے اورحروف کے تعارف کے اصول آپؑ ہی نے تعلیم فرمائے ہیں۔

اخلاقی اعتبار سے:

- غلاموں کے ساتھ آپؑ نے ایسا برتاؤ کیا ہے کہ انھوں نے غلامی کو آزادی پر ترجیح دی ہے جس کی ایک مثال یہ کہ نیا لباس قنبر کو عطا فرمایا ہے تو پرانا یا معمولی لباس خود زیب تن فرمایا ہے۔
- محاصرہ کے دوران خلیفہ ثالث کے لئے آب ودانہ کا انتظام آپؑ ہی نے کیا ہے۔
- ابن ملجم کی گرفتاری کے بعد اسے سیراب کرنے کا حکم آپؑ ہی نے دیا تھا۔
- زہد کا یہ فلسفہ آپؑ ہی نے سمجھایا ہے کہ زہد اس امر کا نام نہیں ہے کہ انسان کسی چیز کا مالک نہ ہو۔ زہد اس امر کا نام ہے کہ کوئی چیز انسان کی مالک نہ بننے پائے اور اس کا اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رہے خواہشات کے ہاتھ میں نہ جانے پائے۔

قرآنی اعتبار سے:

آیت ولایت وتطہیر ومباہلہ وبلّغ جیسی کم سے کم تین سو تیرہ آیتیں ہیں جن میں صراحت کے ساتھ آپؑ کے کمالات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ویسے سارے قرآن کا محور ومرکز آپؑ ہی کی ذات گرامی ہے۔ چاہے آپؑ کا اپنا تذکرہ ہو یا دوستوں کا ذکر ہو یا دشمنوں کا ذکر ہو۔ یہاں تک کہ ہر ’’ **یا ایھا الذین آمنوا** ‘‘ کا راس ورئیس آپؑ ہی کی ذات گرامی کو قرار دیا گیا ہے۔

سیاسی اعتبار سے:

آپؑ کی سیاست ہر دور کے لئے ایک مستقل نمونہ عمل ہے، جس کے چند نمونے یہ ہیں:

رسول اکرمؐ کے بعد سخت ترین حالات میں بھی آپؑ نے اپنے حق کے مطالبہ کے لئے تلوار نہیں اٹھائی جب کہ مذہب کے تحفظ کے لئے بدر سے لے کر حنین تک ہر میدان میں رہے اور بعد میں بغاوت کا مقابلہ کرنے کے لئے جمل وصفین ونہروان میں کمال شجاعت کا مظاہرہ کرتے رہے اور اس طرح پاکیزگی نفس کا ایک بہترین نمونہ پیش فرمایا ہے۔

اپنے جملہ حقوق کے غصب ہو جانے کے بعد بھی حکام وقت کو مشورہ دیتے رہے اور ان کی مشکل کشائی فرماتے رہے کہ اسلام کے معاملات کو شخصیت سے بالاتر ہونا چاہیے۔

جمل کی فتح کے بعد بھی زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بصد احترام وطن پہونچا دیا۔

صفین کے موقع پر لشکر معاویہ نے پانی بند کر دیا، لیکن جب آپؑ کو نہر پر قبضہ ملا تو فوراً پانی عام ہونے کا اعلان کر دیا۔

اسی جنگ میں قرآن کو نیزوں پر بلند کر دینے کے بعد جیتی ہوئی جنگ کو روک دیا کہ فساد کی جڑ کا وہیں قلع قمع کر دیا جائے۔

جناب شہر بانو گرفتار ہو کر آئیں تو ان کے ساتھ کنیزوں جیسا برتاؤ کرنے کے بجائے انھیں اپنے عزیز ترین فرزند کی زوجیت کا شرف عنایت کر دیا جس نے ایک پوری قوم کے دلوں کو فتح کر لیا۔

عمر ابن عاص نے میدان جنگ میں برہنگی کا حربہ اختیار کیا تو اسلامی قوانین کے احترام میں اسے نظر انداز کر دیا ورنہ وہ دہری سزا کا حق دار ہو چکا تھا۔

سر اقدس پر ابن ملجم کی تلوار لگنے کے بعد "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" کا نعرہ لگا کر واضح کر دیا کہ اسلام میں کامیابی کا معیار دشمن کا گلا کاٹنا نہیں ہے بلکہ راہ خدا میں اپنی قربانی پیش کر دینا ہے اور آخر وقت تک اطاعت خدا اور رسولؐ میں زندگی بسر کرنا ہے۔

قضیہ فدک کے موقع پر خود دربار میں جانے کے بجائے صدیقہ طاہرہؑ کو دعویٰ پیش کرنے کے لئے بھیج دینا اتمام حجت کی بہترین سیاست ہے جس سے بہتر کوئی راستہ اختیار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس واقعہ سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ امت کے پاس نہ آیات قرآنی کا احترام ہے اور نہ قرابت رسولؐ کا جو قوم اپنے نبیؐ کی بیٹی کے وسیلۂ حیات پر قبضہ کر کے اسے فاقوں پر مجبور کر سکتی ہے اس سے کس شرافت اور احسان

مندی کی توقع کی جا سکتی ہے۔

آپؑ کے سامنے دنیا مختلف شکلوں میں آتی رہی لیکن ہر مرتبہ ٹھکرا دیا اور جب تک دین اسلام کو ضرورت پیش نہیں آئی تخت حکومت کی طرف مڑ کر بھی دیکھنے کا ارادہ نہیں کیا۔

ادبی اعتبار سے:

آپؑ کے کلام کا وہ مجموعہ جسے سید رضیؒ نے جمع فرمایا ہے اور جسے بجا طور پر ''نہج البلاغہ'' کا نام دیا گیا ہے، فصاحت و بلاغت کا وہ شاہکار ہے جس کے بارے میں علماء لغت و ادب نے ''**تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق** '' کہہ کر قلم رکھ دیا ہے کہ اس سے زیادہ جامع تعریف کا امکان نہیں ہے۔ بعض علماء اسلام نے اپنے مخصوص نظریات کی بنا پر اس کے بعض خطبوں کے بارے میں تشکیک کرنا چاہی ہے اور یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ یہ امیر المومنینؑ کا کلام نہیں ہے بلکہ سید رضیؒ نے اپنی طرف سے تیار کر کے حضرت علیؑ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اولاً، خطبات کے کلمات کا تذکرہ سید رضیؒ کی پیدائش سے پہلے کے علماء کے بیانات میں بھی پایا جاتا ہے لہذا ان کی تصنیف ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ارباب بلاغت اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ سید رضیؒ یا کوئی بھی دوسرا شخص اگر اس انداز کا کلام پیش کرنا چاہے تو اس کے حدود امکان سے باہر ہے۔ سید رضیؒ کا اپنا نظم و نثر کا کلام بھی محفوظ ہے اور امیر المومنینؑ کی نہج البلاغہ بھی موجود ہے دونوں کا موازنہ کرنے کی صلاحیت رکھنے والے اہل فن جانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اور ایک کے کلام کو دوسرے کی طرف ہرگز منسوب نہیں کیا جا سکتا ہے۔

نہج البلاغہ کے تین حصے ہیں۔ **ایک حصہ** میں حضرت علیؑ کے خطبات ہیں جو کل یا جزو کی شکل میں جمع کیے گئے ہیں۔ **دوسرے حصہ** میں آپؑ کے مکتوبات ہیں جنھیں خط یا فرمان یا وصیت کی شکل میں تحریر کیا گیا ہے اور **تیسرے حصہ** میں متفرق کلمات ہیں جو جوامع الکلم کی حیثیت رکھتے ہیں اور جن کے ہر فقرہ میں مطالب کا ایک سمندر ہے یا حکمتوں کا ایک صحیفہ ہے جسے نقطہ میں سمیٹ دیا گیا ہے۔

(نقوشِ عصمت: صفحہ ۱۲۶-۱۳۰)

"یہ میرا بھائی، وصی اور تمھارے درمیان میرا خلیفہ ہے پس اسکی باتوں کوسنو اور اطاعت کرو!"

رسولؐ کی یہ بات سن کر سب ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابوطالبؑ سے کہنے لگے آپ کو اپنے بیٹے کی بات سننے اور اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس واقعہ کو اہل سنت کے بہت سے مورخین نے لکھا ہے۔ ابن جریر طبری نے سورہ شوریٰ کی تفسیر میں اور طبری نے تاریخ الامم والملوک کی جلد۲ صفحہ ۳۱۷ پر اس واقعہ کو مختلف طریقوں سے تحریر کیا ہے اور ابن اثیر نے اپنی تاریخ کی جلد۲ میں اسے مسلّم قرار دیا ہے۔ (شیعہ احکام وعقائد کے آئینہ میں)

فضائل امیر المومنین علیہ السلام صحیح بخاری وصحیح مسلم میں

پہلی فضیلت: دشمنان علیؑ دشمنان خدا:

۱۔"عن ابی ذر قال نزلت الایة: (هَذَانِ خصمَانِ اختَصمُوا فِیْ رَبِّهِمْ)فی ستة مِن قریشٍ عَلِی وَ حَمزَة وَ عُبَیدَة بنِ الحَارث و شیبة بن ربیعة و عُتبة بن ربیعة و الولید بن عتبة"

ابوذر کہتے ہیں:

یہ آیت (هَذَانِ خصمَانِ اختَصمُوا فِیْ رَبِّهِمْ) دو قریش کے گروہ جو راہ خدا میں آپس میں دشمنی اور عداوت رکھتے تھے یہ آیت تین خالص مومن اور قریش کے تین کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی علیؑ، حمزہؓ، عبید بن حارث، یہ توحید کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے لڑے اور عتبہ، شیبہ، ولید، یہ توحید کے پرچم کو سرنگوں کرنے کے لئے لڑے۔

۲۔" قیس بن عباد عن علیؑ فینا نزلت هذه الایة: (هَذَانِ خصمَانِ اختَصمُوا فِیْ رَبِّهِمْ)

قیس بن عباد حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں:

یہ آیت (هَذَانِ خصمَانِ اختَصمُوا فِیْ رَبِّهِمْ) ہماری شان میں نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری، ج۵، کتاب المغازی، باب ۸، حدیث ۳۷۴۷-۳۷۵۱)

دوسری فضیلت: محبت علیؑ ایمان اور عداوت علیؑ نفاق

۳۔"عن عدی بن ثابت عن زر ؛قال: علیؑ قال: والذی فلق الحبة و بری النسمة انه لعهد

اور حضرت عیسیٰؑ کی ولادت ان کے لئے آسان قرار دی۔ اور اس نے بیابان میں خشک درخت کو ہلایا تو تازہ کھجوریں ان کے لئے اس درخت سے گرنے لگیں لیکن خدا نے مجھے ان دونوں سے بلکہ مجھ سے پہلے گزری ہوئی تمام خواتین پر فضیلت دی۔ کیونکہ میں نے جنا ہے خدا کے چنے ہوئے گھر کے اندر اور تین دن تک میں اس میں احترام کے ساتھ رہی ہوں اور جنت کے میوے اور کھانے کھائے ہیں اور جب میں نے چاہا کہ اپنے برگزیدہ بیٹے کو لے کر باہر آؤں تو ہاتف غیبی نے مجھ سے پکار کر کہا اے فاطمہؑ اس بزرگ و برتر بیٹے کا نام علیؑ رکھنا۔ کیونکہ میں خدائے علی و اعلیٰ ہوں۔ میں نے اسے اپنی قدرت اور عزت وجلال کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اپنی عدالت کا کامل حصہ اسے بخشا ہے اس کا نام اپنے مقدس نام سے مشتق کیا ہے اسے آداب لائقہ سے مؤدب کیا ہے، اپنے امور اس کے سپرد کیے ہیں، اسے اپنے پوشیدہ سے علوم سے باخبر کیا ہے، وہ میرے محترم گھر میں پیدا ہوا ہے، وہ پہلا شخص ہے جو میرے گھر کے اوپر کھڑے ہو کر اذان کہے گا، بتوں کو توڑے گا اور انھیں کعبہ کی چھت پر سے گرائے گا اور مجھے عظمت و بزرگی اور وحدانیت کے ساتھ یاد کرے گا، وہ میرے حبیب اور تمام مخلوق سے چنے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جو میرے رسول ہیں) کے بعد امام و پیشوا اور اس کا وصی ہو گا وہ شخص خوش بخت ہے جو اس سے محبت کرے اور اس کی مدد کرے اور جو اس کا کہنا مانے اور اس کی مدد نہ کرے اور اس کے حق کا انکار کرے اس کے لئے ہلاکت ہے"۔ (احسن المقال، شیخ عباس قمی۔ جلد ۱)

اولاد و ازواج

شیخ مفیدؒ کے بیان کے مطابق آپؑ کی (۲۷) اولاد تھی:

امام حسنؑ، امام حسینؑ، جناب زینب کبریٰؑ اور جناب زینب صغریٰؑ جو ام کلثوم کے نام سے مشہور ہیں۔ جن کی والدہ گرامی جناب فاطمہ زہراؑ تھیں اور جن میں جناب زینبؑ کا عقد حضرت عبداللہ بن جعفر سے ہوا تھا جن کے دو فرزند عون اور محمد واقعہ کربلا میں درجہء شہادت پر فائز ہوئے اور جناب ام کلثومؑ کا عقد محمد بن جعفر سے ہوا جن سے کوئی اولاد نہیں ہیں۔ ان چار اولاد کے علاوہ ایک حضرت محسن ہیں جنہیں شکم مادر ہی میں شہید کر دیا گیا اور جن کا نام پیغمبر اسلامؐ نے قبل ولادت قرار دیا تھا۔

دیگر اولاد:

محمد: جن کی کنیت ابوالقاسم ہے اور جن کی والدہ خولہ حنفیہ تھیں۔ اپنے وقت کے نہایت درجہ شجاع وبہادر انسان تھے یہاں تک کہ مولائے کائناتؑ کے سامنے ایک زرہ کے طولانی ہوجانے کی بنا پر اسے ہاتھ سے کھینچ کر توڑ دیا۔ آپؑ کی پیدائش کی بشارت سرکار دوعالمؐ نے دی تھی اور اپنا نام اور اپنی کنیت بھی عطا فرمائی تھی۔ خلافتِ دوم کے دور میں پیدا ہوئے اور دورِ عبدالملک بن مروان میں ۶۵ سال عمر میں انتقال فرمایا۔ ان کی اولاد کی تعداد ۲۴ تھی اور جن میں سے ۱۴ فرزند تھے جن کی نسل کافی بڑھی اور مختلف اطراف واکناف میں پھیل گئی۔

عمرو رقیہ کبریٰ: جن کی والدہ ام حبیب بنت ربیعہ تھیں۔

عباس، جعفر، عثمان، عبداللہ اکبر۔ جن کی والدہ کا نام ام البنین فاطمہ کلابیہ تھا جن سے امیر المومنینؑ نے جناب عقیل کے مشورہ کی بنا پر عقد کیا تھا کہ عرب میں اس سے بہادر خاندان نہیں ہے اور جس رشتہ کی بنا پر شمر ملعون نے ان حضرات کو بھانجا کہہ کر پکارا تھا کہ اس کا تعلق بھی بنی کلاب سے تھا۔

محمد اصغر، عبداللہ: ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ تھیں اور یہ دونوں کربلا میں شہید ہو گئے۔ محمد کی کنیت ابوبکر بھی تھی۔

یحییٰ: ان کی والدہ جناب اسماء بنت عمیس تھیں۔

ام محسن، رملہ: ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی تھیں اور یہ رملہ کبریٰ ہیں۔

نفیسہ، زینب صغریٰ، رقیہ صغریٰ: ان تینوں کی والدہ بقول ابن شہر آشوب ام سعید بنت عروہ تھیں اور ام محسن اور رملہ کی والدہ کا نام ام شعیب مخزومیہ تھا۔ نفیسہ کو ام کلثوم صغریٰ بھی کہا جاتا تھا، اور اس طرح حضرتؑ کی اولاد میں متعدد زینب اور متعدد ام کلثوم تھیں۔ رقیہ صغریٰ کا عقد جناب مسلم بن عقیل سے ہوا تھا۔

بعض مورخین نے اولاد کی تعداد ۳۶ بتائی ہے جن میں ۱۸ فرزند اور ۱۸ دختر۔

مذکورہ بالا تفصیل سے ازواج مطہرات کی فہرست بھی معلوم ہوگئی ہیں۔ لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان تمام ازواج میں کسی کا مرتبہ جناب فاطمہ زہراؑ کے برابر نہیں ہے اور آپؑ نے ان کی موجودگی میں کوئی دوسرا عقد اسی طرح نہیں کیا تھا جس طرح رسول اکرمؐ نے جناب خدیجہؑ کی زندگی میں کوئی دوسرا عقد

نہیں کیا تھا اور یہ ان دونوں خواتین کا مخصوص امتیاز ہے جو قدرت کی طرف سے عنایت ہوا تھا۔

(نقوشِ عصمت: ۱۳۰-۱۳۱)

امیرالمومنین علیہ السلام قرآن کی روشنی میں

آیت مودت:

سورہ شوریٰ کی آیت نمبر ۲۳ میں ارشاد ہے کہ:

قُل لَا اَسئلُکُم عَلَیهِ اَجراً اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربیٰ

حضرت علیؑ و حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور یہ آیت حضرت علیؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کی امامت پر بھی نص اور واضح دلیل ہے، اس لئے کہ حضرت علیؑ کی محبت واجب ہے اور جس کی محبت مطلق طور پر واجب ہوتی ہے اس کی اطاعت بھی واجب ہوتی ہے اور جس کی اطاعت واجب ہوتی ہے وہ امام ہوتا ہے پس حضرت علیؑ امام ہیں اور اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ جس کی اطاعت واجب ہے وہ امام ہے اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا ہے۔

آیت انذار:

آپؑ کے لئے اتنا کافی ہے کہ مکہ میں اسلام کی کھلم کھلا دعوت اس وقت دی گئی جب خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَ اَنذِرْ عَشِیرَتَکَ الْاَقْرَبِین (سورہ شعراء آیت ۲۱۴)

رسول خداؐ نے اپنے قرابتداروں کو اپنے چچا حضرت ابوطالبؑ کے گھر دعوت دی اور چالیس افراد اس دعوت میں جمع ہوئے اس مجمع میں رسولؐ کے چچا حضرت ابوطالبؑ، حضرت حمزہ، عباس اور ابولہب بھی تھے، آپؐ نے فرمایا: ''اے بنی عبدالمطلب میں تمھارے لئے دنیا و آخرت کی فلاح لایا ہوں اور میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کی طرف تمھاری رہنمائی کروں، پس تم میں سے کون اس کام میں میری مدد کرے گا؟ حضرت علیؑ (کہ جو اس وقت کمسن تھے) نے عرض کیا ''یارسول اللہؐ میں آپؐ کی مدد کروں گا''۔ رسول اکرمؐ نے مولا علیؑ کا شانہ پکڑا اور فرمایا:

''یہ میرا بھائی، وصی اور تمھارے درمیان میرا خلیفہ ہے پس اسکی باتوں کو سنو اور اطاعت کرو!''
رسولؐ کی یہ بات سن کر سب ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو طالبؑ سے کہنے لگے آپ کو اپنے بیٹے کی بات سننے اور اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس واقعہ کو اہل سنت کے بہت سے مورخین نے لکھا ہے۔ابن جریر طبری نے سورہ شوریٰ کی تفسیر میں اور طبری نے تاریخ الامم والملوک کی جلد۲ صفحہ ۳۱۷ پر اس واقعہ کو مختلف طریقوں سے تحریر کیا ہے اور ابن اثیر نے اپنی تاریخ کی جلد۲ میں اسے مسلّم قرار دیا ہے۔(شیعہ احکام وعقائد کے آئینہ میں)

فضائل امیر المومنین علیہ السلام صحیح بخاری و صحیح مسلم میں

پہلی فضیلت: دشمنان علیؑ دشمنان خدا :

۱ .''عن ابی ذر قال نزلت الایة:(هَذَانِ خصْمَانِ اخْتَصمُوا فِی رَبِّهِمْ)فی ستة مِن قریشٍ عَلِی وَ حَمزَة وَ عُبَیدَة بنِ الحَارث و شیبة بن ربیعة و عُتبة بن ربیعة و الولید بن عتبة''

ابوذر کہتے ہیں:

یہ آیت(هَذَانِ خصْمَانِ اخْتَصمُوا فِی رَبِّهِمْ) دو قریش کے گروہ جو راہ خدا میں آپس میں دشمنی اور عداوت رکھتے تھے یہ آیت تین خالص مومن اور قریش کے تین کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی علیؑ، حمزہؓ، عبید بن حارث، یہ توحید کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے لڑے اور عتبہ، شیبہ، ولید، یہ توحید کے پرچم کو سرنگوں کرنے کے لئے لڑے۔

۲۔'' قیس بن عباد عن علیؑ فینا نزلت هذه الایة:(هَذَانِ خصْمَانِ اخْتَصمُوا فِی رَبِّهِمْ)

قیس بن عباد حضرت علیؑ سے نقل کرتے ہیں:

یہ آیت(هَذَانِ خصْمَانِ اخْتَصمُوا فِی رَبِّهِمْ) ہماری شان میں نازل ہوئی۔

(صحیح بخاری، ج۵، کتاب المغازی، باب ۸، حدیث ۳۷۴۷-۳۷۵۱)

دوسری فضیلت: محبت علیؑ ایمان اور عداوت علیؑ نفاق

۳۔''عن عدی بن ثابت عن زر ؛قال:علیؑ قال:والذی فلق الحبة و بری النسمةانه لعهد

النبیؐ الامی الیَّ، انْ لا یُحِبَّنِی اِلَّا مُؤمِنٌ وَلا یُبغِضُنِی اِلَّا مُنافِقٌ "

عدی بن ثابت زر سے نقل کرتے ہیں:

امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا: قسم اس ذات وحدہ لاشریک کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور مخلوق کو پیدا کیا کہ یہ رسولؐ کا مجھ سے عہد و پیمان ہے کہ مجھے دوست نہیں رکھے گا سوائے مومن کے اور مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا سوائے منافق کے۔ (صحیح مسلم، ج ۳، کتاب الایمان، باب ۳۳ حدیث ۷۸)

تیسری فضیلت: علیؑ کی نماز رسولؐ کی نماز:

"عن مُطَرِّف بن عبداللہ عن عمران بن حصین؛قال: صلی مع علی علیہ السلام بالبصرۃ،فقال: ذکرنا ھذا الرجل صلوٰۃ نصیلھا مع رسولؐ اللہ،فذکرانہ کان یکبر کلما رفع،و کلما وضع "

مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ عمران بن حصین نے بصرہ میں حضرت علیؑ کے پیچھے نماز پڑھی تو کہنے لگے: اس شخص (حضرت علیؑ) نے اس نماز کی یاد دلادی جیسی نماز رسولؐ کے پیچھے پڑھا کرتے تھے، کیونکہ رسول بھی ایسے ہی رکوع وسجود نشست و برخاست میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب اتمام تکبیر فی الرکوع، حدیث ۷۵۱)

چوتھی فضیلت: حضرت علی علیہ السلام کا لقب ابوتراب:

"...... عن ابی حازم؛ ان رجلاً جاء الی سھل بن سعد، فقال: ھذا فلان (امیر المدینہ) یدعو علیاً عند المنبر، قال: فیقول: ماذا قال؟ یقول لہ ابو تراب، فضحک ، قال: واللہ ماسماہ الا النبی ، وما کان لہ اسم الیہ منہ.

ابوحازم کہتے ہیں:

ایک مرد سہل بن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا: فلاں شخص (امیر مدینہ) رسولؐ کے منبر کے پاس حضرت علیؑ کو برا بھلا کہتا ہے، سہل بن سعد نے اس سے پوچھا: وہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: علیؑ کو ابوتراب کہتا ہے، سہل یہ سن کر مسکرائے اور کہنے لگے: قسم بخدا یہ نام اور لقب انہیں رسول خداؐ کے سوا کسی نے نہیں دیا

اورحضرت علیؑ اس لقب کو دیگر تمام القاب سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری، ج۴، کتاب فضائل الصحابہ، باب مناقب علی ابن علی طالب، حدیث ۳۵۰۰)

پانچویں فضیلت: حضرت علیؑ سب سے زیادہ قضاوت سے آشنا

امام بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ہے:

خلیفہ دوّم نے کہا: و اقضانا علی حضرت علیؑ ہم میں سب سے زیادہ قضاوت سے آشنا ہیں۔

(صحیح بخاری، ج۶، کتاب التفسیر سورہ بقرہ، باب تفسیر ما ننسخ من آیۃ، حدیث ۴۲۱۱)

خلیفہ دوم کا اعتراف خود اپنی طرف سے نہ تھا بلکہ رسول اسلامؐ نے بارہا اس جملہ کو لوگوں کے سامنے فرمایا تھا کہ حضرت علیؑ اصحاب میں سب سے زیادہ علم قضاوت رکھتے ہیں اور کبھی آپؐ فرماتے تھے کہ علیؑ اس امت میں سب سے زیادہ علمِ قضاوت رکھتے ہیں۔

بہر حال قابل توجہ نکتہ یہاں پر یہ ہے کہ مسئلہ قضاوت میں تقویٰ و پرہیزگاری کے علاوہ وسیع معلومات اور کافی آگاہی کا ہونا ضروری ہے اور جب تک ان علوم سے آشنا نہیں ہوسکتا قضاوت کرنا ناممکن امر ہے، لہٰذا حضرت علیؑ کا بقول مرسل اعظمؐ علم قضاوت میں سب سے زیادہ آشنا ہونا اس بات کی دلیل ہے آپؑ سب سے زیادہ علم وآگاہی رکھتے تھے، گویا ''اقضاھم'' کا جملہ ''اعلمھم'' اور ''اتقاھم'' وغیرہ کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

چھٹی فضیلت: حضرت علیؑ محبوب خدا:

"........ عن سهل بن سعد ؛ قال: قال النبیؐ: یوم خیبر " لا عطین الرایة غداً رجلاً یحب الله و رسوله و یحبه الله ورسوله " لبات الناس لیلتهم ایهم یعطیٰ ؟ فغدوا کلهم یرجوه فقال: این علیؑ؟ فقیل: یشتکی عینیه ، فبصق فی عینیه، ودعی له، فبرء کان لم یکن به وجع ، فاعطاه، فقال: اقاتلهم حتی یکونوا مثلنا؟ فقال: انفذ علی رسلک حتیٰ تنزل بساحتهم ، ثم ادعهم علی الاسلام، واخبرهم بمایجب علیهم، فوالله لان یهدی الله بک رجلاً، خیر لک من ان یکون لک حمر النعم.

(صحیح بخاری، ج۴، کتاب الجہاد والسیر ، باب ۱۲۱، حدیث ۲۸۱۲)

سہل بن سعد نے رسول اسلامؐ سے نقل کیا ہے:

رسول خداؐ نے جنگ خیبر کے دن یہ ارشاد فرمایا:

"لا عطین الرایة غداً رجلاً یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ"

کل میں ایسے مرد کو علم دوں گا جو اللہ و رسولؐ کو دوست رکھتا ہوں اور اللہ و رسول اسے دوست رکھتے ہوں گے۔ سہل کہتے ہیں: اس شب تمام لشکر اسلام کو چین کی نیند نہ آئی، کیونکہ ہر شخص اسی انتظار میں تھا کہ کل مجھے علم اسلام مل جائے لیکن رسولؐ نے ارشاد فرمایا: حضرت علیؑ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: ان کے آنکھوں میں درد ہے (آپؐ نے مولا علیؑ کو طلب فرما کر) آپؑ کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور دعا فرمائی: (اے اللہ علیؑ کو شفایاب فرمادے) رسولؐ کی دعا کے نتیجہ میں آپؑ کی آنکھیں ایسی ٹھیک ہوگئیں جیسے کہ آپؑ کی آنکھوں میں درد ہی نہ تھا چنانچہ رسولؐ نے علم اسلام کو آپؑ کے ہاتھوں میں دے دیا، آپؑ نے فرمایا: یا رسول اللہؐ! کب تک جنگ کروں؟ کیا اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ ایمان وعمل میں ہمارے جیسے نہ ہو جائیں؟

رسولؐ نے فرمایا: اے علیؑ! اس لشکر کفار کی طرف جاؤ، اور انہیں دعوت اسلام دو، انہیں قوانین اسلام سے آگاہ کرو، کیونکہ قسم بخدا اگر خدا تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت فرمادی تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوگا۔

مسلم نے اس حدیث کو کچھ اضافہ کے ساتھ نقل کیا ہے:

"....... عن ابی ھریرہ؛ ان رسول اللہ قال یوم خیبر: "لا عطین الرایة غداً رجلاً یحب اللہ و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ" قال عمر ابن خطاب: ما احببت الا مارہ الا یو مئذ، فتساورت لھا رجاء ان ادعی لھا، فدعی رسول اللہ علی ابن ابی طالب: فاعطاہ ایاھا، وقال امش ولا تلتفت حتیٰ یفتح اللہ علیک، قال: فسار شیئا ثم وقف ولم یلتفت، فصرخ یا رسول اللہ! علی ماذا اقاتل الناس؟ قال: وقاتلھم حتیٰ یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ، فاذا فعلوا ذاک، فقد منعوا منک دمائھم و اموالھم، الا بحقھا و حسابھم علی اللہ" (صحیح مسلم، ج ۷، کتاب فضائل الصحابہ، باب ۴، حدیث ۲۴۰۵)

ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں:

رسولؐ نے بروز جنگ خیبر یہ ارشاد فرمایا: آج میں اسلام کا علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہوگا اور اللہ اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح عطا کرے گا، حضرت عمر کہتے ہیں: جب رسولؐ نے یہ اعلان کیا تو مجھے بھی علم لینے کا دوبارہ اشتیاق ہوا، چنانچہ آپ کہا کرتے تھے: روز خیبر سے پہلے مجھے کبھی علم اسلام اٹھانے کا شوق نہیں ہوا! لیکن جب میں نے یہ اعلان سنا تو میں بھی (رسولؐ کے پاس دوڑ کر گیا اور) علم کے اردگرد گھومنے لگا! اس امید میں کہ (رسولؐ مجھے دیکھ لیں اور) علم مل جائے لیکن (افسوس) یہ افتخار علیؑ کو حاصل ہوا اور رسولؐ نے علیؑ کو بلایا اور علم آپؑ کے ہاتھوں میں دینے کے بعد فرمایا: اے علیؑ! دشمن کی طرف جاؤ تا کہ خدا تمھارے ہاتھوں کے ذریعہ اس قلعہ کو فتح کرے۔

حضرت عمر کہتے ہیں: علیؑ تھوڑی دور آگے بڑھے اور رک گئے، بغیر اس کے کہ اپنا چہرہ پیغمبرؐ کی طرف گھماتے، دریافت فرمایا: اے رسولؐ! ان لوگوں سے کب تک جنگ کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! جنگ کرو جب تک کہ یہ لوگ خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار نہ کر لیں اور جب ان دو باتوں کو یہ لوگ قبول کر لیں تو ان کا خون و مال محفوظ ہو جائے گا اور ان کا حساب پھر خدا کے اوپر ہے۔

ساتویں فضیلت: حضرت علیؑ بمنزلت حضرت ہارونؑ:

"........ عن مصعب بن سعد عن ابیه؛ ان رسول اللهؐ خرج الی تبوک و استخلف علیا، فقال: اتخلفنی فی الصبیان و النساء؟ قال رسول اللهؐ:" الا ترضی ان تکون منی بمنزله هارون من موسیٰ، الا انه لیس نبی بعدی"

(صحیح بخاری، ج ۵، کتاب فضائل الصحابہ، باب ۹، حدیث ۳۵۰۳)

مصعب بن سعد نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے:

جب رسول اسلامؐ جنگ تبوک کے لئے خارج ہوئے اور آپؐ نے حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا، تو حضرت علیؑ نے دریافت کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ رسولؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: اے علیؑ! تمہاری میرے نزدیک وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے نزدیک تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا۔

مولا علیؑ کا طرزِ زندگی

امام علیؑ کا طرزِ زندگی باوجود اس کے کہ کائنات ان کے صدقے میں بنی انتہائی سادہ رہا۔ کبھی آپؑ نے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ آپؑ کا کھانا اور لباس تمام لوگوں سے زیادہ سخت و درشت ہوتا تھا جَو کی خشک روٹی کے ٹکڑے آپؑ کھاتے تھے۔ اس خوف سے کہ آپؑ کی اولاد شفقت و مہربانی سے زیتون یا گھی اس میں نہ ملا دیں آپؑ روٹیوں کی تھیلی پر مہر لگا دیتے تھے اور کم اتفاق ہوتا کہ آپؑ روٹیوں کے ساتھ سالن تناول کرتے اور اگر کرتے بھی تو وہ نمک یا سرکہ ہوتا۔ آپؑ کی شہادت کی کیفیت میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرتؑ جب انیسویں کی رات افطار کے لئے جناب ام کلثومؑ کے گھر تشریف لے گئے تو جناب ام کلثومؑ نے ایک طبق آپؑ کے سامنے رکھا جس میں جَو کی دو روٹیاں، دودھ کا ایک پیالہ اور کچھ نمک تھا حضرتؑ نے جب اس کھانے کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا ''اے بیٹی دو غذا ایک طبق میں تم میرے لئے لائی ہو۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میں اپنے بھائی اور چچازاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں خدا کی قسم اس وقت تک روزہ افطار نہیں کروں گا جب تک کہ ان دونوں میں سے ایک کو اٹھا نہیں لوگی پس ام کلثومؑ نے دودھ اٹھا لیا اور آپؑ نے نمک سے افطار فرمایا اور حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپؑ نے جو خط عثمان بن حنیف کو لکھا ہے اس میں تحریر فرمایا کہ تمھارے امامؑ نے دنیا میں دو پرانے کپڑوں اور کھانے میں جَو کی دو روٹیوں پر اکتفا کیا ہے اگر میں چاہتا تو اپنی غذا صاف اور شفاف شہد اور گندم کے میدے کی قرار دیتا اور ریشم کے کپڑے میرے لئے ممکن تھے لیکن یہ بعید ہے کہ ہوا و ہوس مجھ پر غالب آئے اور میرا کھانا اس قسم کا ہو حالانکہ ہو سکتا ہے کہ حجاز و یمامہ میں کوئی ایسا ہو جسے روٹی بھی نہ مل سکے اور وہ بھوکا زمین پر سو جائے۔ کیا میں پیٹ بھر کر سو جاؤں اس حالت میں کہ میرے اردگرد بھوکے پیٹ لوگ ہیں اور اس پر ہی قناعت کر لوں کہ مجھے امیر المومنین کہیں اور میں فقراء کے ساتھ سختی اور مشکلات میں شریک نہ رہوں؟ مجھے اس لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ میں ان جانوروں کی طرح جن کا ہم و غم گھاس کھانا ہو، خوشبودار اور لذیذ کھانوں میں مشغول رہوں۔

شیخ مفید نے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے جس سفر میں بصرہ کی طرف کوچ فرمایا تھا اور اصحاب

جمل کو دفع کرنے کے لئے مقام ربذہ میں نزول اجلال فرمایا وہاں حاجیوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا وہ آپؑ کے خیمے کے پاس جمع ہو گئے تا کہ آپؑ کی گفتگو سنیں اور کچھ استفادہ حاصل کریں۔آپؑ اپنے خیمے میں تھے۔ابن عباس کہتے ہیں کہ میں آپؑ کے پاس اس لئے گیا کہ انھیں لوگوں کے جمع ہونے کی اطلاع دوں اور خیمہ سے آپؑ کو باہر لے آؤں تو میں نے آپؑ کو دیکھا کہ آپؑ اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے۔میں نے کہا کہ ہمیں بہ نسبت اس کے کہ آپؑ جوتے گانٹھیں اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ آپؑ ہماری اصلاح کریں آپؑ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔یہاں تک کہ جوتے کو پیوند لگانے سے فارغ ہو گئے۔تو دونوں جوتے برابر برابر رکھ دیئے۔اور فرمایا مجھے اس جوتے کی قیمت بتاؤ؟ میں نے کہا کہ اس کی کوئی قیمت نہیں یعنی زیادہ پھٹ جانے اور پرانے ہو جانے کی وجہ سے اس کی کوئی قیمت نہیں۔فرمایا پھر بھی اس کی قیمت بتاؤ۔ میں نے کہا کہ ایک درھم یا درھم کا کچھ حصہ۔فرمایا خدا کی قسم یہ جوتا میرے نزدیک بہتر اور زیادہ پسندیدہ ہے تمہاری حکومت سے مگر یہ کہ حق کو قائم کرسکوں یا باطل کو روک سکوں۔

(احسن المقال، شیخ عباس قمی۔جلد ا، صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

تاریخ غدیر خم اور حجۃ الوداع

۱۰ ہجری میں سرکار ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا ہجرت کے بعد سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اسباب کی بناء پر یہ فریضہ انجام نہیں دے سکے تھے مگر جیسے ہی فضا کو ٹھیک پایا اور حالات درست نظر آنے لگے، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عزم کا اظہار کیا۔تاریخ نویسوں کے مطابق ۲۶، ذیقعدہ، ہفتے کے دن اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرمایا اور پھر احرام باندھ کر ننگے پیر چل پڑے۔اس کے بعد آپؐ اپنے خاندان سمیت حج کے لئے مدینے سے روانہ ہو گئے۔

مشہور صحابی حضرت جابر ابن عبداللہ الانصاری کا بیان ہے کہ ''میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو آگے پیچھے، دائیں بائیں جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبیک کہتے تھے تو چاروں جانب سے لبیک کی صداؤں کی بازگشت سنائی دیتی تھی جس سے تمام کوہ وصحرا گونجنے لگتے تھے۔اعداد وشمار کے سلسلہ میں جن سیرت نگاروں نے احتیاط سے کام لیا ہے ان کا خیال ہے کہ اس مقدس

سفر میں مدینہ سے جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے تھے ان کی تعداد نوّے ہزار (۹۰۰۰۰) سے کسی طرح کم نہ تھی، ان کے علاوہ دوسرے علاقوں سے جو مسلمان مکے پہنچے تھے وہ بھی ہزاروں میں تھے جیسے حضرت علیؑ یمن کے حاجیوں کا ایک قافلہ لے کر مکہ وارد ہوئے۔ مشہور مورخ ابن اثیر جزری کا یہ اندازہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر کوئی ایک لاکھ چالیس ہزار (۱۴۰۰۰۰) کا مجمع تھا۔ بہر کیف! مناسک حج بجالانے کے بعد حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانۂ خدا کو الوداع کہا۔

(غدیر خم اور خطبہ غدیر: ص۱۴-۱۹)

مقام غدیر خم

جمعرات ۱۸، ذی الحجہ کے دن یہ قافلہ جحفہ پہنچا۔ جحفہ مکہ معظّمہ سے ۱۳ میل کے فاصلے پر ہے یہ وہ مقام ہے جہاں سے مدینہ، مصر، شام اور عراق والوں کے راستے الگ ہو جاتے ہیں۔ اس کے قریب کوئی ڈیڑھ دو میل کی مسافت پر ایک تالاب ہے عربی میں تالاب کو غدیر کہتے ہیں اور اس کے صحیح محل وقوع کو تاریخ وحدیث کی زبانی خم کے نام سے یاد کرتی ہیں۔ (غدیر خم اور خطبہ غدیر: ص۲۰)

نزول وحی

غدیر خم پہنچتے ہی اچانک قافلے کو روکنا پڑا کیونکہ جبرئیلؑ وحی لے کر آئے تھے۔ جس میں پروردگار عالم نے آیت تبلیغ نازل فرمائی: یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

ترجمہ: اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تمہارے پالنے والے کی جانب سے تم پر جو حکم نازل ہوا ہے اب اس کی نشر و اشاعت شروع کر دو اور اگر تم نے یہ نہ کیا تو گویا رسالت کے فرائض ہی پورے نہیں کئے اور خدا تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ (سورہ مائدہ آیت: ۶۷)

بہت سخت گرمی تھی زمین آگ کی طرح جل رہی تھی کچھ لوگ قافلے سے آگے نکل گئے تھے تو کچھ

پیچھے رہ گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے نکل جانے والے افراد کو واپس بلایا اور پیچھے رہ جانے والوں کو جلدی پہنچنے کا پیغام پہنچایا اور جب تمام افراد جمع ہو گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی خدا کے اعلان کے لئے ہدایات دینا شروع کیں ''اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ مگر دیکھنا وہ سامنے ببول کے جو پانچ پیڑ ہیں وہاں کی جگہ کوئی نہ گھیرے ان درختوں کے سایہ میں مصلّی بچھے گا منبر رکھا جائے گا وہاں کی زمین صاف کر دی جائے اور پالانِ شتر سے منبر آمادہ کیا جائے'' انتظامات مکمل ہو چکے تھے اور ظہر کا وقت بھی آ چکا تھا حضرت بلالؓ نے اذان دی صفیں بندھنے لگیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جانماز کی طرف بڑھے ختمِ نماز کے بعد حبیب خدا نے عظیم تاریخی منبر کا رخ فرمایا۔ (غدیر خم اور خطبہ غدیر: ص۲۲-۲۳)

خطبہ غدیر اور منبرِ ولایت

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقریر شروع فرمائی:

''ستائش اللہ کے لئے مخصوص ہے اسی کی مدد چاہیے، ہم اسی پر ایمان رکھتے ہیں، بھروسہ اسی ذات پر ہے، نیز اپنے نفس کی برائیوں اور کردار کی خرابیوں میں اسی سے پناہ مانگتے ہیں۔ جو خدا سے دور ہو جائے اسے کوئی ٹھکانے لگانے والا نہیں اور جس کے ساتھ اس کی توفیق شامل ہو اسے کوئی طاقت راہ سے بے راہ نہیں کر سکتی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور پیغمبر ہے اما بعد، لوگو! خدائے لطیف وخبیر نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ کسی پیغمبر نے اپنے سے پہلے آنے والے نبی کی آدھی عمر سے زیادہ عمر نہیں پائی۔ بس اب تھوڑے ہی عرصے بعد میں داعی اجل کو لبیک کہنے والا ہوں۔ ہاں! پیام الٰہی کے سلسلے میں، میں بھی جواب دہ ہوں اور تم سے بھی پوچھ گچھ کی جائے گی۔ لہٰذا یہ بتاؤ کہ تم کیا کہو گے؟

مورخین کا بیان ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس سوال پر ڈیڑھ لاکھ افراد نے ایک آواز ہو کر عرض کی: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ نے فرض رسالت انجام دیا۔ ہمیں نصیحت فرمائی اور لگاتار کوشش کرتے رہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے''۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

''کیا تمہیں خدا کے معبود یکتا ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبدیت اور رسالت کا اقرار نہیں؟ کیا تم! اس حقیقت کے قائل نہیں ہو کہ اس کی جنت، اس کی دوزخ، موت کا قانون اور قیامت کی آمد، اور حشر ونشر

برحق ہے؟''

پورے مجمع نے یک زبان ہو کر کہا ''بے شک! ہم ان تمام حقائق کو تسلیم کرتے ہیں'' اور جب آوازیں کم ہوگئیں تو حضرتؐ نے فرمایا: **اللّٰھمَّ اشھد** ''اے اللہ تو گواہ رہنا'' پھر ارشاد ہوا:

الا تسمعون؟ میری آواز تم سب تک پہنچ رہی ہے؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا ''جی ہاں''۔

اسکے بعد سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچ رہا ہوں۔ تم بعد میں آؤ گے۔ حوضِ کوثر کی چوڑائی اتنی ہوگی جتنا کہ صنعاء سے بصریٰ تک کا راستہ ہے (یمن سے شام تک کا درمیانی فاصلہ) اور اس کے چاندی کے جام جیسے آسمان کے تارے! اَب دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دو گراں بہا چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟

اس موقع پر مجمع میں سے کسی شخص نے پکار کر کہا: ''اللہ کے رسولؐ! ان دو گراں بہا چیزوں (ثقلین) سے آپؐ کی کیا مراد ہے؟''

حضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ایک بیش قیمت چیز تو اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سرا خدائے عزوجل کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ اسے تھامے رہو تا کہ گمراہ نہ ہونے پاؤ اور دوسری گراں بہا شئے میری عترت ہے۔ اور خدائے لطیف وخبیر نے مجھے بتایا ہے کہ یہ دونوں میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچنے تک ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔ ان دونوں کا اتحاد دائمی ہے۔ تم ان سے آگے نکلنے یا ان سے پیچھے رہنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے!

یہ کہہ کر رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر جتنا اونچا کر سکتے تھے اونچا کیا اور اس کے بعد پھر اس عظیم الشان اجتماع سے یوں مخاطب ہوئے:

اَیُّھَاالنَّاسُ مَنْ اَوْلَی النَّاس بِالْمُؤمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

لوگو! بتاؤ تو سہی مومنین پر خود ان سے زیادہ کسے اختیار حاصل ہے؟

تمام مجمع نے کہا: ''اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے'' یہ سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر غدیر سے اعلان فرمایا:

اِنَّ اللہَ مَوْلَایَ وَ اَنَا مَوْلَی الْمُؤمِنِیْنَ وَاَنَا اَوْلٰی بِھِمْ مِنْ اَنْفُسِھِمْ فَمَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

خدا میرا مولا ہے، میں ایمان والوں کا مولا ہوں اور خود ان سے زیادہ ان پر اختیار رکھتا ہوں پس! جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔

تاریخ نگار لکھتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملے کو تین مرتبہ دہرایا مگر امام احمد بن حنبل کا اصرار ہے کہ تین مرتبہ نہیں بلکہ حضرتؐ نے چار مرتبہ اس جملے کی تکرار فرمائی! اس کے بعد حضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہ

وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ وَادْرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ اَلَا فَلْیُبَلِّغُ الشَّاھِدُ الْغَائِبُ

پروردگار! جو علیؑ سے محبت کرے اسے تو دوست رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی کرے اس سے تو بھی دشمنی کا برتاؤ کر۔ علیؑ کی مدد کرنیوالوں کی مدد فرما اور جو لوگ علیؑ سے روگردانی کریں ان سے تو بھی منہ موڑ لے اور پالنے والے! علیؑ جدھر کا رخ کریں تو حق کو بھی اس طرف پھیر دے۔ پھر ارشاد ہوا: دیکھو! جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ اس بات کو ان افراد تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں!

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری جملے کے ساتھ ہی لوگ جوق در جوق منبر کی طرف بڑھے، سارے مجمع نے ایک آواز ہو کر عرض کی ''ہم دل و جان سے اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم بجالائیں گے'' اور پھر تمام حاضرین نے مبارک باد کے شور میں علیؑ ابن ابیطالب کی بیعت کرنا شروع کر دی۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، طلحہ و زبیر نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت دی اسکے بعد تمام موجود مہاجر و انصار آگے آئے اور پھر باری باری ہر شخص نے بیعت کرتے ہوئے مبارک باد پیش کی۔ یہ جشن تین دن تک منعقد رہا!

اس اثناء میں حضرت جبرئیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا نیز تم پر اپنی نعمت بھی پوری کر دی اور اسلام کے آئین کو تمہارے لئے پسند کر لیا۔ (سورہ مائدہ آیت: ۳)

(غدیر خم اور خطبہ غدیر: ص ۲۴-۳۱)

تاجِ ولایت

خم کے میدان میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے حکم سے مولائے متقیانؑ کی ولایت کا اعلان فرما چکے تو حضورؐ نے حضرت علیؑ ابن ابیطالب کو اپنے قریب بلا کر اپنا خاص عمامہ حضرتؑ کے سر پر باندھا اور ارشاد فرمایا:

یَاعَلِیُّ الْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبُ

''اے علیؑ! عمامے عرب کے تاج ہیں''

ابن شاذان کی روایت کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے امیر المومنینؑ کے سراقدس پر عمامہ باندھا جس کا ایک کنارہ پیٹھ پر لٹکا دیا اور دوسرا سرا سامنے کندھوں پر ڈال دیا۔اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا: ''اے علیؑ! پیچھے تو مڑو۔'' علیؑ نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر ارشاد ہوا ''اچھا اب میری طرف رخ کرلو''۔ رسول کریمؐ کی محبت بھری نظروں نے سر سے پاؤں دیکھا اور پھر حضورؐ نے خلوص سے سجے ہوئے لہجے میں فرمایا:

ھٰکَذَا تَکُوْنُ تِیْجَانُ الْمَلَائِکَۃِ

ملائکہ کے تاج بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔

حضور اکرمؐ کا ایک عمامہ تھا جس کا نام سحاب تھا۔حضرت نے غدیر خم کے دن یہ عمامہ جناب امیرؑ کے سر پر باندھا تھا اور جب کبھی علیؑ ابن ابی طالبؑ اس عمامے کو باندھے ہوئے سرکارِ رسالتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے تو آنحضرتؐ لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے تھے کہ ''دیکھو علیؑ سحاب میں آ رہے ہیں''

(غدیر خم اور خطبہ غدیر: ص ۳۲-۳۵)

جشنِ تہنیت

جب یہ اجتماع اپنے خاتمے کو پہنچا۔تو پھر رسول خداؐ کے ارشادِ گرامی کے مطابق حضرت علیؑ مرتضٰی

اپنے خیمے کے دَر پر بیٹھ گئے تا کہ تمام اصحاب حضرت علیؑ کو مبارک باد پیش کر سکے۔ چنانچہ اصحاب میں سے جناب عمر ابن خطاب نے بڑھ کر کہا:

''ابوطالب کے فرزند! واہ! زہے نصیب! آج تو آپؑ
ہمارے اور تمام مومنین ومومنات کے فرماں روا ہو گئے!''

اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج نے بھی حضرت امیرؑ کے خیمہ اقدس کا رُخ کیا اور مبارک باد پیش کی!''

جب سرَ کار ختمی مرتبتؐ، علیؑ ابن ابی طالب کی ولی عہدی کا اعلان فرما چکے تو حسّان ابن ثابت نے عرض کی: ''خدا کے رسولؐ! میں علیؑ کے بارے میں چند شعر پیش کرنا چاہتا ہوں'' نبی کریم نے فرمایا: ''ہاں! پڑھو''۔ اجازت پاتے ہی حسّان نے اشعار کہے جس کا مطلع تھا:

ینادیھم یوم الغدیر نبیھم　　بخم واسمع بالرسول منادیا

ترجمہ: ''رسول خداؐ نے غدیر کے دن لوگوں کو ندا دی اور تم آنحضرتؐ کی باتوں کو سنو''

اسی قصیدے میں حسّان ابن ثابت کہتے ہیں:

فقال لہ قم یا علی! فاننی　　رضیتک من بعدی اماماوھا دیا

''پھر رسولؐ مقبول نے فرمایا اے علیؑ اُٹھو میں نے اپنے بعد کے زمانے کے لئے تمھیں اُمت کا امام اور ملت کا رہنما بنایا ہے''

فمن کنت مولاہ فھذا ولیہ　　فکونوالہ انصار صدق موالیا

''لہٰذا جس کا میں حاکم ہوں یہ بھی اس کا فرماں روا ہے۔ لوگو! تم سب علیؑ کے سچّے حامی اور تابعدار بنو''۔

(غدیر خم اور خطبہ غدیر: ص ۳۶-۳۹)

عید غدیر

محقق کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) اپنی جلیل القدر کتاب اصول کافی میں سہل ابن زیاد کی زبانی فرماتے ہیں کہ امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ جمعہ، عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے علاوہ بھی دنیائے

اسلام کی کوئی عید ہے؟ حضرت نے فرمایا: ''ہاں! سب سے زیادہ محترم'' سائل نے گزارش کی کہ وہ کون سی عید ہے؟ ارشاد ہوا ''جس دن رسالت مآبؐ نے امیر المومنینؑ کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر اعلان کیا تھا '' **من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ**''۔ اور جب دن تاریخ کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت نے فرمایا: ''۱۸ ذی الحجہ''! پھر پوچھا گیا کہ اس روزِ سعید میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ حضرت نے جواب دیا: اس دن روزہ رکھو خدا کی یاد میں لگے رہو اور مراسم بندگی بجالاؤ۔ نیز محمدؐ و آل محمدؑ کا ذکر بھی ضروری ہے کیونکہ رسولؐ مقبول نے امیر المومنینؑ کو وصیت کی تھی کہ غدیر کے دن عید منائی جائے اور تمام انبیاء کی یہی سیرت رہی ہے کہ جس روز وہ اپنے اوصیاء کا تعین کرتے تھے۔ اسے یومِ عید قرار دیدیا جاتا تھا''۔

رسولؐ کریم کے صحابی جناب ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ غدیر کے دن روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ ایک روزہ ساٹھ (۶۰) مہینے کے روزوں پر بھاری ہے۔ جب کوئی کسی سے ملے تو ہنسی خوشی بات کرے جناب امیر علیہ السّلام نے اس روز سب کو خندہ پیشانی سے ملاقات اور گرم جوشی کیساتھ مصافحہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ولایت اہلبیتؑ رکھنے والے تمام افراد ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد دیں۔ امام رضا علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ! مؤمنین کرام ایک دوسرے کے ہاں عید ملنے کے لئے ضرور جائیں۔ ہمارے آٹھویں امام حضرت علی ابن موسیٰ الرضا سلام اللہ علیہ کا یہ فرمان بھی ہے: ایمان والے جب ایک دوسرے سے ملاقات کریں تو آپس میں ان جملوں کا تبادلہ کریں:

''الحمد للہ الذی جعلنا من المتمسکین بولایۃ امیر المومنین والائمۃ علیھم السّلام

''حمد وثناء ہے اس خدا کی جس نے ہمیں حضرت علی علیہ السّلام اور آئمہ معصومین علیہ السّلام کی ولایت سے متمسک قرار دیا ہے'' (غدیر خم اور خطبہ غدیر: ص ۵۷-۵۹)

حدیث غدیر کتب اہل سنت میں

متن حدیث غدیر

روایت احمد بن حنبل:

احمد بن حنبل اپنی سند میں، صحیح سند کے ساتھ زید بن ارقم سے اس طرح نقل کرتے ہیں: ہم رسول خداؐ کے ہمراہ ''خم'' کی سرزمین پہنچے۔ پیغمبر خداؐ نے نماز کا حکم دیا اور شدید گرمی میں نماز قائم فرمائی اور اسکے بعد ہمارے لئے خطبہ پڑھا۔ رسول خداؐ کے لیے (ایک کپڑے کے ذریعے جسے ایک تناور درخت پر ڈالا گیا تھا) سائبان بنایا گیا آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ کے درمیان یوں فرمایا:

الستم تعلمون؟ الستم تشهدون انی اولیٰ بکل مومن من نفسه؟

کیا تم لوگ نہیں جانتے؟ کیا تم لوگ گواہی نہیں دو گے کہ میں ہر مومن سے خود اس کی نسبت (تمام امور میں) زیادہ بہتر و افضل ہوں؟ تمام مخاطبین نے جواب دیا: کیوں نہیں؟

حضرتؐ نے فرمایا: **فمن کنت مولاه فانّ علیّا مولاه. اللّٰهم عادمن عاداه و وال من والاه**

(مسند احمد بن حنبل، جلد۵، صفحہ۵۰۱، حدیث ۱۸۸۳۸)

''جسکا میں مولا و سرپرست ہوں، پس علیؑ بھی اسکے مولا و سرپرست ہیں۔ خدایا! اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے اور دوست رکھ اسے کو علیؑ کو دوست رکھے''۔

روایت نسائی:

اس روایت کو نسائی نے اپنی کتاب سنن میں سند صحیح کے ساتھ ابو طفیل سے، جس نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ: جب رسولؐ خدا حجۃ الوداع سے واپس لوٹ رہے تھے تو غدیر خم کے مقام پر رُکے اور حکم دیا کہ وہاں کے درختوں کے نیچے جھاڑو لگائی جائے، پھر فرمایا:

''کانی قد دعیت فاجبت وانی تارک فیکم الثقلین، احدهما اکبر من آلاخر: کتاب اللّٰہ و عترتی اهل بیتی فا نظروا کیف تخلفونی فیهما، فانهمالن یفترقاحتی یرداعلیّ الحوض''.

ترجمہ: ''گویا خداوند متعال کی طرف سے بلاوا آ گیا ہے اور میں نے اسکی دعوت کو قبول کرلیا ہے بے شک میں تمھارے درمیان دو گرانبھا (قیمتی) گوہر چھوڑے جا رہا ہوں کہ ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا ہے، قرآن کتاب خدا اور میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں پس آگاہ ہو جاؤ کہ میرے بعد ان دو کے ساتھ کس طرح پیش آنے والے ہو بیشک یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر کے کنارے میرے پاس آجائیں''۔

پھر فرمایا: ''ان اللہ مولای وانا ولیّ کل مؤمن''

ترجمہ: ''بیشک اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی وسرپرست ہوں''۔

پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ کو تھاما اور فرمایا:

''من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللّھم وال من والاہ وعاد من عاداہ!''

ترجمہ: ''جسکا میں ولی وسرپرست ہوں، یہ علیؑ بھی اس کے ولی وسرپرست ہیں۔ پروردگار! جو اسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ، اور جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اسے دشمنی رکھ''۔ ابوطفیل بیان کرتا ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا: کیا تم نے خود اس کلام کو رسولؐ سے سنا ہے؟ زید بن ارقم نے کہا: بے شک خم کی سرزمین میں ان درختوں کے نیچے کوئی ایسا نہیں تھا جس نے اپنی آنکھوں سے آنحضرتؐ کو نہ دیکھا ہو اور اپنے کانوں سے ان کے کلام کو نہ سنا ہو۔ (فضائل الصحابہ: حدیث ۴۵، خصائص امیر المومنینؑ: حدیث ۷۹)

اہم نکتہ:

حدیث غدیر کو نہ صحیح بخاری میں جگہ دی گئی اور نہ ہی اسکا ذکر صحیح مسلم میں کہیں موجود ہے بلکہ اتنا ہی بیان علماء اہل سنت کی جانب سے ملتا ہے کہ جس طرح حافظ ابوبکر ہیثمی، مجمع الزوائد میں لکھتا ہے: راویوں نے کہا: خدا کی قسم! پیغمبرؐ نے ان تمام امور کو جو روز قیامت تک واقع ہوں گے غدیر کے دن ہمارے لیے بیان فرمایا۔ یہاں ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ ہمارا حق نہیں کہ راویوں، محدثوں اور جو خود کو سنتِ رسول خداؐ کا امین لکھتے ہیں، ان سے سوال کریں کہ یہ خطبہ جو پیغمبر خداؐ نے غدیر کے دن ارشاد فرمایا اور ان تمام امور کو جو قیامت تک پیش آنے والے ہیں بیان فرمایا وہ کہاں ہیں؟ کیوں اس خطبہ کو نقل کرنے سے خودداری و اجتناب کرتے ہیں؟ کیا ہمارا یہ سوال، بے جا اور بے مورد سوال ہے؟ کیا تاریخ آنے والی نسلوں کو یہ مسلّم حق

نہیں دیتی کہ اس عظیم وگرانبہا میراث کونقل نہ کرنے میں گذشتہ علماء کا مواخذہ کریں؟ کہ کیوں اور کس دلیل کی بناء پر اس قیمتی اثر کونقل نہیں کیا گیا؟

پیغمبر خداؐ نے اس خطبہ میں اللہ کی حمد وثناء انجام دی اور لوگوں کو ان چیزوں کے متعلق جو خدا چاہتا تھا وعظ ونصیحت فرمائی۔ پس رسول خداؐ کی غدیر کے دن کی وہ وعظ ونصیحتیں کہاں گئیں؟ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غدیر کے دن کی نصیحتوں کا کیا بنا؟ کیوں خطبہ کے ان مطالب کو ترک کردیا گیا اور نقل نہیں کیا گیا؟ کیا یہ افراد محافظ سنت رسول خداؐ کو دعوی نہیں کرتے تھے؟ کیا سرور عالم کے قیمتی فرامین کو امت کے لیے نقل کرنا انکا مسلم وظیفہ نہیں تھا؟ کیا ہوا کہ جس کی وجہ سے اتنی قیمتی میراث کونقل نہ کرکے امت کے ذخیرہ علمی کے پیکر پر نا قابل مداوا زخم لگایا گیا؟ کیا کوئی اس نا قابل معاف خطا کا قانع کنندہ جواب ہے جو پیش کیا جائے؟

حدیث غدیر مفسر امامت امیر المومنین علیؑ:

اب ہم اس حدیث غدیر کی اہل تشیع کے مطابق امامت حضرت علیؑ کی امامت پر کیفیت استد لال کی تحقیق کریں گے۔ امامت حضرت علیؑ پر استدلال کا خلاصہ یوں ہے:

رسول خداؐ نے واقعہ غدیر میں سب سے پہلے اس آیت کریمہ کے ذریعے "النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُومِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" (سورہ احزاب: آیت نمبر ۶) بیشک نبی تمام مومنین سے ان کے نفس کی بہ نسبت زیادہ اولیٰ ہیں۔ حاضرین سے اقرار لے لیا کہ آپؐ تمام مومنین سے خود ان کی بہ نسبت زیادہ اولیٰ ہیں اس آیہ کریمہ سے پتا چلتا ہے کہ حاکم شرع کی جانب سے لوگ جن تمام امور میں ولایت اور حق تصرف رکھتے ہیں، پیغمبر اکرمؐ لوگوں کی نسبت ان تمام امور میں اولی ہیں؛ اسی وجہ سے آپؐ نے لوگوں سے اسی بات کا غدیر میں اقرار لیا اور پھر اس اقرار سے نتیجہ اخذ کیا اور فرمایا:

فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ؛

پس جسکا میں مولا وسرپرست ہوں، علی بھی اسکے مولا وآقا ہیں۔

ایک دوسری تعبیر کے مطابق فرمایا: **فمن کنت ولیه فعلی ولیه؛**

پس جسکا میں ولی وسرپرست ہوں، علیؑ بھی اسکے ولی وسرپرست ہیں۔

ایک اور تعبیر کے مطابق فرمایا: **فمن کنت امیرہ فعلی امیرہ؛**

پس جسکا میں امیر ہوں، علی بھی اسکے امیر ہیں۔

اس بناء پر رسول خداؐ کو جو اولویت و برتری قرآن کے حکم کے مطابق لوگوں پر حاصل تھی، وہی اولویت و برتری امیر المومنینؑ کو بھی حاصل ہے۔

اس موقع پر تمام افراد نے رسول خداؐ کے اس فرمان کی روشنی میں امیر المومنینؑ کی بیعت کی اور مولا کو "امیر المومنین" کے لقب کے ساتھ سلام کیا اور مبارک باد دی اور اس زمانہ کے مشہور شعراء نے اس مناسبت سے اس موقع پر اشعار کہے۔

اثبات حدیث غدیر

اثبات حدیث غدیر: اس حصہ میں ہم حدیث غدیر کے اثبات میں چند نکات بیان کریں گے

۱۔غدیر قرآن کی روشنی میں

آیت تبلیغ

خداوندمتعال سورہ مبارک مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے:

يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ
لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللهُ يَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ.

ترجمہ: "اے پیغمبرؐ آپ اس حکم کو پہنچا دیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اگر آپؐ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔

آیتِ تبلیغ اور علماءِ اہلِ سنت:

علماءِ اہل سنت کی ایک کثیر تعداد نے اپنی کتابوں میں یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت تبلیغ کا شان نزول غدیرِ خم کا واقعہ ہے۔ ان میں سے بعض علماء کے نام درج ہیں۔

۱)ابوبکر احمد بن موسی بن مردویہ اصفہانی (متوفی ۴۱۰ ہجری قمری)

۲)ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر دمشقی (متوفی ۵۷۱ ھجری قمری)

۳) فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۵۳ ہجری قمری)

۴) نظام الدین حسن بن محمد نیشابوری، صاحب تفسیر غرائب القرآن

۵) سید علی بن شہاب الدین ہمدانی (متوفی ۷۸۶ ہجری قمری)

۶) نور الدین علی بن محمد ابن صباغ مالکی (متوفی ۸۵۵ ہجری قمری)

۷) قاضی محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ ہجری قمری)

۸) سید شہاب الدین محمود آلوسی بغدادی (متوفی ۱۲۷۰ ہجری قمری)

۹) شیخ سلیمان بن ابراہیم قندوزی حنفی (متوفی ۱۲۹۳ ہجری قمری)

آیتِ تبلیغ کا شانِ نزول اور بعض معتبر روایات:

بہت سی معتبر روایات میں اس آیت کا شان نزول، واقعہ غدیر خم بیان ہوا ہے۔ جن میں سے بعض کو ہم ذکر کر رہے ہیں۔

۱) روایت حبری:

ابن عباس نے سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۶۷ کے بارے میں کہا: یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

رسولِ خداؐ کو حکم ہوا کہ یہ دستور جو حضرت علیؑ کے بارے میں ہے، لوگوں تک پہنچا دیں۔ اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کے دستِ مبارک کو بلند کیا اور فرمایا:

''مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ''

''جس کا میں مولا ہوں، اسکا علیؑ مولا ہے۔ خداوندا! جو بھی اسے دوست رکھے، تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو بھی علیؑ سے دشمنی کرے، تو بھی اس سے دشمنی رکھ''۔

اہم نکات:

نکتہ اوّل: آیت شریفہ کا شان نزول احادیث کے مطابق غدیر خم کا دن ہے اور یہ آیت حضرت علیؑ کی شان اور ان کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اہل سنت کے برجستہ علماء نے بعض اصحاب کے ذریعے اس بات کو رسول خداؐ سے نقل کیا ہے ان بعض اصحاب کے نام درج ذیل ہیں:

۱) عبداللہ بن عباس

۲) ابو سعید خدری

۳) زید بن ارقم

۴) جابر بن عبداللہ انصاری

۵) براء بن عازب

۶) ابو ہریرہ

۷) عبداللہ بن مسعود

۸) عبداللہ بن ابی اوفی

نکتہ دوّم: جلال الدین سیوطی لکھتا ہے کہ ابن مردویہ نے عبداللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ: ہم اس آیت کو رسول خداؐ کے زمانے میں اس طرح تلاوت کیا کرتے تھے، **یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ اَنَّ عَلِیّاً مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ** "اے پیغمبرؐ! آپ اس حکم کو پہنچا دیں جو آپکے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے" کہ حضرت علیؑ، مومنین کے سردار و مولا ہیں۔ "اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپکو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔

آیت اکمال دین

پروردگار عالم سورہ مائدہ کی آیت نمبر۳ میں ارشاد فرماتا ہے:

"**اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا**"

آج میں نے تمھارے لیے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمھارے لیئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔

آیت اکمال دین اور راویان اہل سنت:

یہ آیت بھی احادیث کے مطابق، غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے۔ بہت سے بزرگان و محدثین اہل سنت نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

۱)ابوالحسن علی بن عمر دار قطنی (متوفی: ۳۸۵ھ)

۲)ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری، (متوفی: ۴۰۵ھ)

۳)ابوبکر احمد بن حسین بیھقی، (متوفی: ۴۵۸ھ)

۴)ابوبکر خطیب بغدادی، (متوفی: ۴۶۳ھ)

۵)ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی، (متوفی: ۵۷۱ھ)

۶)ابوالمظفر سبط ابن جوزی، (متوفی: ۶۵۴ھ)

۷)شیخ الاسلام حموینی جوینی، (متوفی: ۷۲۲ھ)

۸)عمادالدین ابن کثیر دمشقی، (متوفی: ۷۷۴ھ)

۹)جلال الدین سیوطی، (متوفی: ۹۱۱ھ)

یہ چند اہل سنت کے مشہور علماء کے نام ہیں جو مختلف قرن سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سنی علماء نے اپنی کتابوں میں اس واقعہ کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ہم یہاں ان اسناد میں سے بعض کی طرف اشارہ کررہے ہیں۔

روایت ابونعیم اصفھانی:

ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں:

پیغمبر اکرمؐ نے غدیر خم میں لوگوں کو حضرت علیؑ کی طرف دعوت دی اور حکم دیا کہ درختوں کے نیچے سے خاروں کو جمع کریں۔ یہ جمعرات کے دن کا واقعہ ہے۔ پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے پاس بلایا اور ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ لوگوں کو رسول خداؐ کی بغل کے نیچے کی سفیدی نظر آنے لگی۔ ابھی لوگ روانہ ہونا شروع نہیں ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا''

آج میں نے تمھارے لیے دین کو کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا ہے اور تمھارے لیئے دین اسلام کو پسندیدہ بنا دیا ہے۔

پھر رسول خداؐ نے فرمایا:

"اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمة و

رضی الربّ برسالتی و الولایة لعلی من بعدی"

"اللہ بہت بڑا ہے، وہی خدا جس نے اپنے دین کو کامل اور اپنی نعمتوں کو ہم پر تمام کر دیا اور میری رسالت اور میرے بعد علی کی ولایت سے راضی وخوشنود ہے"۔

پھر فرمایا:

"مَنْ کُنتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہ، اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ

عَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہُ"

جسکا میں مولا ہوں، علیؑ بھی اسکا مولا ہے۔ خدایا! دوست رکھ اسکو جو اِسے دوست رکھے اور دشمنی رکھ اس سے جو علیؑ سے دشمنی رکھے اور جو علیؑ کی نصرت کرے تو بھی اسکی نصرت فرما اور جو علیؑ کی نصرت سے ہاتھ اٹھالے تو بھی اسکی مدد نہ فرما۔

اس موقع پر حسان بن ثابت نے پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے رسولؐ خدا! مجھے اجازت دیجیئے چند اشعار حضرت علیؑ کی مدح میں کہوں تا کہ آپؐ انہیں سنیں۔ حضرتؐ نے فرمایا: شعر کہو تا کہ خدا ان اشعار میں برکت مرحمت فرمائے۔

حسان کھڑے ہوئے اور رسول خداؐ کی حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی کے بعد ان اشعار کو پڑھا:

ینادیھم یوم الغدیر نبیّھم بخم واسمع بالرسول منادیاً

ان اشعار کا ترجمہ: پیغمبرؐ نے غدیرخم کے دن لوگوں کو ندا دی اور تم آنحضرتؐ کی باتوں کو سنو

پھر فرمایا: تمھارا مولا اور صاحب اختیار کون ہے؟ لوگوں نے بغیر بغض وکینہ کے جواب دیا: آپؐ کا خدا ہمارا مولا ہے اور آپؐ ہمارے صاحب اختیار ہیں اور ہم آپکی اطاعت سے سرپیچی نہیں کریں گے۔

پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: کھڑے ہو کہ میں اپنے بعد تمھاری امامت سے راضی ہوں اور اس موقع پر آپؐ نے دعا فرمائی: خدایا! اسکو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی کر جو علیؑ سے دشمنی کرے۔

آیت سئل سائل

تیسری آیت جو غدیر کے بارے میں نازل ہوئی، سورہ معارج کی ابتدائی دو آیتیں ہیں۔ خداوند متعال اس سورہ میں فرماتا ہے:

سَئَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيسَ لَهُ دَافِعٌ

''ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے، کافروں پر جسے کوئی ہٹانے والا نہیں''

ہم اس واقعہ کی تشریح سے پہلے، چند اہل سنت کے راویوں کے نام جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ذکر کر رہے ہیں تاکہ ابن تیمیہ کا دعوی باطل ثابت کر سکیں جس نے کہا: ''تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مولا علیؑ کی شان میں نازل نہیں ہوئی'' اس روایت کو بہت سے مشہور محدثوں اور مفسران اہل سنت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ ذیل میں ان بزرگان اہل سنت کے نام درج ہیں:

۱) سفیان بن سعید ثوری، (متوفی سن ۱۶۱ھ)

۲) ابو اسحاق ثعلبی، (متوفی سن ۴۲۷ھ یا ۵۳۸ھ)

۳) حاکم نیشابوری، (متوفی ۴۰۷ھ)

۴) سبط ابن جوزی، (متوفی ۶۵۴ھ)

۵) ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی، (متوفی ۶۷۱ھ)

۶) شیخ محمد زرندی مدنی حنفی، (متوفی ۸۵۰ھ کے بعد)

۷) نورالدین ابن صبّاغ مالکی، (متوفی ۸۵۵ھ)

۸) جمال الدین محدّث شیرازی، (متوفی ۱۰۰۰ھ)

۹) شمس الدین حنفی شافعی، (متوفی ۱۱۲۲ھ)

۱۰) ابوعبداللہ زرقانی مالکی، (متوفی ۱۱۲۲ھ)

آیت کا شان نزول:

روایات کے مطابق جو نقل ہوا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے: رسول خداؐ نے غدیر خم کے دن جب تمام لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی۔ یہ خبر تمام علاقوں اور مختلف سرزمینوں تک پھیل گئی یہاں تک کہ جو لوگ

حج میں رسولؐ خدا کے ساتھ نہیں پھر وہ بھی اس واقعہ سے باخبر ہوگئے۔ انہی دنوں ایک شخص جس کا نام حارث بن نعمان مہدی تھا۔ اپنے اونٹ پر سوار ہوکر آیا اور اُسے مسجد کے ساتھ باندھ دیا اور مسجد میں داخل ہوگیا۔ رسول خداؐ مسجد میں موجود تھے اور آنحضرت کے اصحاب آپؐ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ شخص رسول خداؐ کے پاس دوزانو ہوکر بیٹھ گیا اور عرض کی: اے محمدؐ! تم نے ہمیں حکم دیا کہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور تم رسول خدا ہو، تو ہم نے اس بات کو قبول کرلیا۔ تم نے ہمیں حکم دیا کہ روزانہ پانچ وقت کی نماز پڑھیں، رمضان میں روزے رکھیں، حج کے لیے خانہ کعبہ جائیں، اپنے مال کی زکات ادا کریں، یہ بھی ہم نے قبول کرلیا۔ لیکن تم نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے چچازاد بھائی کو بلند کیا اور لوگوں پر برتری دی اور کہا:
جسکا میں مولا ہوں، علیؑ بھی اسکا مولا ہے۔
یہ بات آپ نے اپنی طرف سے کہی ہے یا یہ خدا کا حکم ہے؟
پیغمبر خداؐ کی آنکھیں سرخ ہوگئی اور فرمایا:

و اللہ الذی لا الہ الاّ ھو، انہّ من اللہ و لیس منی

اس خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں، یہ حکم خدا کی طرف سے ہے نہ کہ میری طرف سے۔

اور اس بات کو تین مرتبہ تکرار فرمایا: اس موقع پر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا: اے خدا! جو کچھ محمدؐ کہتا ہے اگر حق ہے تو آسمان سے مجھ پر پتھر نازل فرمایا کوئی دردناک عذاب مجھ پر بھیج دے۔ راوی کہتا ہے: خدا کی قسم ابھی وہ شخص اپنے اونٹ تک نہیں پہنچا تھا کہ خداوند متعال نے آسمان سے اس پر پتھر نازل کیا جو اسکے سر پر گرا اور اسکی پشت سے خارج ہوگیا اور وہ شخص اُسی وقت مرگیا۔ خداوند متعال نے اس موقع پر رسولؐ خدا پر یہ آیت نازل فرمائی:

''سال سائل بعذا ب و اقع''

ایک سائل نے خدا سے درخواست کی کہ اس پر عذاب نازل کرے۔

۲۔ اصحاب میں سے راویان حدیث کی تعداد

ایک سو بیس سے زیادہ مرد و خواتین اصحاب نے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے اور اہل سنت کے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں اپنے سلسلہء سند کے ساتھ ان اصحاب سے حدیث غدیر کو نقل کیا ہے کہ یہ

روایات حدیث غدیر کے متعلق لکھی گئی کتابوں میں درج ہیں۔

مورخین اور سیرت نگاروں کے درمیان روز غدیر خطبہ رسول خداؐ کے حاضرین اور سامعین کی تعداد میں اختلاف ہے کہ بعض اقوال کی بناء پر اس اجتماع کے حاضرین کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار افراد تھی اورالمیہ یہ ہے کہ حدیث غدیر صرف 1/1000 (ایک ہزار میں سے ایک) حاضرین سے ہم تک پہنچی ہے۔

۳۔تابعین میں سے راویان حدیث

تابعین میں سے راویان حدیث کی تعداد اصحاب کی تعداد سے کہیں زیادہ ہے۔البتہ یہ بات واضح ہے کیونکہ تابعین میں سے اکثر افراد نے اس حدیث کو ایک صحابی سے سنا ہے اور اس حدیث کو اپنے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد کے لیے نقل کیا ہے۔اس رو سے علماء اہل تسنن کی تعداد آنے والے قرون میں جو حدیث غدیر کے راویوں کے زمرہ میں آتے ہیں، کئی سو افراد تک پہنچ جاتی ہے۔

ذیل میں ہم اہل سنت کے مشہور ترین محدثین اور پیشواؤں کے نام ذکر کر رہے ہیں:

۱۔محمد بن ادریس شافعی، امام شافعی

۲۔احمد بن حنبل شیبانی، امام حنبل (مصنف کتاب المسند)

۳۔ابن ماجہ قزوینی (سنن ماجہ کے مصنف)

۴۔حاکم نیشاپوری (کتاب المستدرک علی الصحیحین کے مصنف)

۵۔ابوبکر بیھقی (کتاب السنن الکبری کے مصنف)

۶۔فخر الدین رازی (کتاب مفاتیح الغیب کے مصنف، جو تفسیر کبیر کے نام سے معروف ہے)

۷۔ابن حجر مکی (کتاب الصواعق المحرقہ کے مصنف)

اہمیت حدیث غدیر کو کم کرنے کی ناکام کوششیں

اس حصہ میں ہم علماء اہل تسنن کی چند کوششوں کو ذکر کریں گے جو انہوں نے غدیر کے تاریخی واقعہ کی توجیہ میں کیں۔بزرگان اہل سنت نے اس واقعہ کے توجیہ کے چند راستے نکالے تا کہ حدیث غدیر رسول

خداؐ کی رحلت کے بعد واقعات سے اختلاف نہ رکھ سکے۔ اب ہم حدیث غدیر کے مقابل میں ہونے والی چند ناتمام کوششوں کی جانب اشارہ کریں گے۔

۱۔ حضرت علی علیہ السلام حجۃ الوداع میں موجودگی پر اعتراض:

قبل اسکے کہ ہم اس مسئلہ کو بیان کریں، یہ بات باعث مزاح وتعجب ہے کہ بعض اہل سنت نے اس قسم کا اعتراض کیا۔ وہ دعوی کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالبؑ، حجۃ الوداع کے موقع پر یمن میں تھے اور جب رسول خداؐ نے مکہ میں مناسک حج انجام دیئے اور وہاں سے لوٹے تو حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے ساتھ نہیں تھے۔ پس اس بناء پر تمام وہ احادیث جو غدیر خم کے واقعہ سے متعلق ہیں ''یعنی پیغمبر خداؐ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ کو تھاما اور انہیں لوگوں کے سامنے اپنے جانشین وخلیفہ معین کیا اور فرمایا: ''**من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ** ''صرف ایک جھوٹ ہے کیونکہ علیؑ تو یمن میں تھے۔ تعجب نہیں کیجیئے گا اگر ہم یہ کہیں کہ اس بے اساس اور غلط بات کو کہنے والا فخر رازی ہے مگر ملا علی قاری اپنی کتاب المرقاۃ میں لکھتے ہیں: علیؑ کا مکہ میں موجود نہ ہونا کلام باطل ہے کیونکہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ علیؑ یمن سے واپس لوٹ چکے تھے اور حجۃ الوداع میں رسول خداؐ کے ہمراہ موجود تھے۔ دوسری جانب صحاح ستہ میں اور اہل سنت کی دوسری کتب میں (جہاں انہوں نے حج میں احرام اترنے کا تذکرہ کیا ہے) اس بات کی تصریح کی ہے کہ علیؑ حجۃ الوداع میں رسول خداؐ کے ہمراہ تھے۔ اس اعتبار سے فخر رازی کی یہ بات کہ علیؑ یمن میں تھے، دوسری جہت سے حدیث غدیر کے صحیح ہونے کی علامت ہے اور امیر المومنینؑ کی امامت وخلافت پر واضح دلیل ہے۔

۲۔ حدیث غدیر کے صحیح ہونے پر اعتراض:

دوسرا راستہ جو بعض اہل سنت نے ''حدیث غدیر'' کو غیر معتبر ثابت کرنے کے لیے طے کیا وہ حدیث غدیر کی صحت پر اشکال کرنا ہے۔ علماء اہل سنت جن میں فخر رازی بھی شامل ہے کہتے ہیں کہ: ہم حدیث غدیر کے صحیح ہونے کو قبول نہیں کرتے۔ اس اعتراض کے جواب میں ہم کہیں گے کہ بہت سے علماء اہل سنت نے ''حدیث غدیر'' کے متواتر احادیث میں سے ہونے کی تصریح کی ہے اور اس حدیث کو ان کتابوں میں ذکر کیا ہے جن میں صرف متواتر احادیث ذکر کی گئیں ہیں۔

۳۔حدیث غدیر کے متواتر نہ ہونے کا دعوی:

''حدیث غدیر'' کو غیر معتبر بنانے کی نا کام کوششوں میں سے ایک یہ دعوی ہے کہ حدیث غدیر متواتر نہیں ہے۔ابن حزم اندلس اور اسکے بعض پیرو کار''حدیث غدیر'' کے متواتر نہ ہونے کے قائل ہیں اور معاصرین میں سے بھی شیخ سلیم مالکی مصری نے جو خط سند شرف الدین کو لکھا تھا،اس میں یوں لکھا ہے: آپ شیعہ افراد اس بات کے قائل ہیں کہ امامت اصول دین میں سے ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اصول دین سوائے احادیث متواتر یا قطعی دلائل کے سوائے کسی چیز سے ثابت نہیں ہوتا لیکن ہم اس بات میں کہ حدیث غدیر متواتر ہے آپ کے ساتھ موافق نہیں ہیں جس کے نتیجہ میں حدیث غدیر کے ذریعے علیؑ کی امامت ثابت نہیں ہوئی دوسرے الفاظ میں، اہل سنت حدیث غدیر کے صحیح ہونے کو تو مانتے ہیں لیکن اسکے متواتر ہونے پر اعتراض کرتے ہیں ۔ پس اگر حدیث غدیر کا متواتر ہونا ثابت نہیں ہوا تو امامت علیؑ پر استدلال بھی نا تمام ہو جائے گا۔ کیونکہ جو حدیث یقینی نہ ہو اگر چہ صحیح و معتبر ہی کیوں نہ ہو اصول دین میں سے کسی بھی اصل کو ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ لازم ہے کہ اصول دین یقین کے ذریعے ثابت ہو اور جو حدیث ظن و گمان پر مشتمل ہو وہ یقین کا فائدہ نہیں دیتی اور ایک قطعی امر کو ثابت نہیں کر سکتی۔

اس اعتراض کے جواب میں ہم کہیں گے کہ: اعتراض اس وقت درست ہے جب حدیث غدیر کا تواتر ثابت نہ ہو لیکن ہم اہل سنت کو پابند کریں گے کہ ان کے بزرگ علماء جیسے ذھبی ، ابن کثیر، ابن جُزری سیوطی، کتانی، زبیدی، متقی ھندی اور شیخ علی قاری حدیث غدیر کے متواتر ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔

۴۔کیا (مولا) کا لفظ کلام عرب میں (اولیٰ) کے معنی میں استعمال ہوا ہے؟

بنیادی ترین اشکال جو اہل سنت حدیث غدیر کی دلالت پر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اس حدیث کی دلالت شیعوں کے دعوے کے مطابق اس وقت مکمل ہو سکتی ہے جب لفظ مولا جو حدیث میں آیا ہے عربی فصیح زبان میں ''اولیٰ'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہو۔

اس اعتراض کے بارے میں شیخ عبد العزیز دھلوی مصنف کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہے: اہل لغت اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ (مولا) بمعنی (اولیٰ) استعمال نہیں ہے۔ وہ اس دعویٰ کی بناء پر حدیثِ غدیر کو اہل تشیع کے دعوے پر دلالت کرنے سے ساقط کر دیتے ہے اور دعویٰ کرتے ہے کہ اہل لغت میں سے

کسی ایک نے بھی لفظ (مولا) کو (اولیٰ) کے معنی میں استعمال نہیں کیا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث غدیر صرف لفظ (مولا) کے ساتھ نقل نہیں ہوئی بلکہ (ولیّ)، (امیر) اور ان جیسے الفاظ کے ساتھ بھی نقل ہوئی ہے جو اولیٰ کے معنی رکھتے ہیں۔

بعدِ وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علیؑ کی خاموشی کے اسباب

دین اسلام کی بقاء:

آج بھی اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ اگر خلافت پر حضرت علیؑ کا حق تھا تو انہوں نے اپنے حق کے حصول کے لئے تلوار کیوں نہ اٹھائی۔ بدر، احد، خیبر کی ہولناک جنگوں کے فاتح نے خاموشی کیسے اختیار کرلی۔ یہ سوال کرنے والے وہی ہوسکتے ہیں جنھوں نے حضرت علیؑ کی عظیم شخصیت، فہم و فراست اور اسلامی ذہنیت کو نہیں سمجھا۔ جنگوں میں حضرت علیؑ کی شجاعت کا ذکر تو پڑھا لیکن یہ نہ پڑھ سکے کہ ان کی جنگ ہمیشہ حفاظتِ دین و اسلام کے لئے تھی۔ ایسے لوگوں نے نہ ان کے بارے میں قرآنی آیات سمجھیں نہ ان کے بارے میں رسولِ خدا کے اعلان کردہ خصوصی فضائل پڑھے۔ اسلام کا آفاقی نظام پوری دنیا کی تہذیبوں کے لئے رہنے کا نظام ہے جو ایک عالمی معاشرے کی بنیاد رکھتا ہو تو وہ اس اسلام کی بنیاد پر اپنی ذات کے لئے کیسے تلوار اٹھالیتا۔ ایک بہادر کے لئے تلوار اٹھانا آسان ہے لیکن اس کے نتائج سمجھنے کے لئے حضرت علیؑ ہی جیسا دماغ چاہیے۔ تلوار اٹھ جاتی تو خونی تحریر میں اسلامی زوال کی داستان درج ہوتی۔ حضرت علیؑ خدا اور رسولؐ کی طرف سے مقرر کردہ امام مبین تھے (سورہ یٰسین ۱۲) اور امام کی شانِ امامت یہ ہے کہ وہ اسلام اور دین کی حفاظت کرتا ہے۔

''کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۶۹' کتاب خصائص سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸' روضۃ الاحباب جلد ۱ صفحہ ۳۶۳' ازالۃ الخفا' جلد ۱' صفحہ ۱۲۵'' میں آنحضرتؐ کے حضرت علیؑ سے عہد لینے اور صبر سے کام لینے کی وصیت پر بحث کرتے ہوئے حضرت علیؑ کے اس قول کا حوالہ دیا گیا ہے کہ:

''اگر میں تلوار اٹھاتا تو اسلام منزل اول ہی میں ختم ہوجاتا۔''

وصیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تلوار نہ اٹھانے کی حقیقت حضرت علیؑ کے خطبوں میں بھی ملتی ہے۔ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وقتِ رحلت، رسولؐ نے حضرت علیؑ سے کیا گفتگو کی تھی۔حضرت علیؑ کے اس سلسلے میں بے شمار خطبات ہیں جس میں آپؑ نے فرمایا:

''خدائے جلیل کی قسم اگر محمدؐ رسول اللہ ہم سے عہد نہ لیتے اور ہم کو اس امر کی اطلاع نہ کر چکے ہوتے تو میں اپنا حق کبھی نہ چھوڑتا اور کسی کو اپنا حق نہ لینے دیتا۔''

دین میں تفرقہ کا خوف:

امام علیؑ فرماتے ہیں:''میں نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ رسول اللہ کا انتقال ہو چکا ہے کوئی خلافت کے متعلق ہم سے نزاع نہ کرے کہ ہم ہی اس کے وارث ہیں لیکن قوم نے میرے کہنے کی پرواہ نہیں کی۔خدا کی قسم، اگر دین میں تفرقہ پڑنے اور عہد کفر کے پلٹ آنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ان کی ساری کاروائیاں پلٹ کر رکھ دیتا۔''

''حضرت علیؑ نے اس طرح چشم پوشی کی جس طرح رسولؐ اللہ منافقوں اور مؤلّفۃ القلوب سے کرتے تھے کہ کہیں وہ کفر تک پلٹ نہ جائیں۔''

ابراہیم بن محمد ثقفی، ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ اور علی بن محمد ہمدانی کے حوالے سے صفحہ ۲۳۵ پر خورشید خاور ہی میں ذکر ہے کہ جب طلحہ اور زبیر نے بیعت توڑ دی اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ لوگ مسجد میں جمع ہوں اس کے بعد ایک طویل خطبہ دیا۔جس کا مطلب یہ کہ ''وفاتِ رسولؐ کے بعد ہم نے کہا ہم پیغمبرؐ کے اہل بیت آپؐ کے عزیز، آپؐ کے وارث، آپؐ کی عزت، آپؐ کے اولیاء اور اہلِ عالم میں آپؐ کی جانب سے سب سے زیادہ حق دار۔آنحضرتؐ کے حق اور سلطنت میں ہمارا کوئی فریق نہیں تھا لیکن منافقین کے ایک گروہ نے گٹھ جوڑ کر کے ہمارے نبیؐ کی حکومت اور سلطنت کو ہم سے چھین لیا اور ہمارے غیر کے سپرد کر دیا۔پس خدا کی قسم اس کے لئے ہماری آنکھیں اور ہمارے دل رو دیئے اور خدا کی قسم ہم سب کے سینے غم اور غصے سے لبریز ہو گئے۔خدا کی قسم اگر مسلمانوں میں تفرقہ پڑ جانے کا خوف نہ ہوتا کہ وہ اپنے دین سے پھر کفر کی طرف پلٹ جائیں گے تو ہم اس خلافت کا تختہ پلٹ دیتے (لیکن

ہم نے سکوت اختیار کیا) وہ لوگ اس مسند پر قابض رہے یہاں تک کہ وہ اپنے ٹھکانے لگ گئے اور خدا نے امر خلافت کو پھر میری طرف پلٹا چنانچہ ان دونوں (طلحہ اور زبیر) نے بھی میری بیعت کی اس کے بعد محض اس لئے بصرہ کی طرف کوچ کیا کہ تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈال دیں اور تمہارے اندر خانہ جنگی پیدا کردیں۔''

مرضی ربّ:

''خورشید خاور ترجمہ شبہائے پشاور'' مصنف آقائے سید محمد شیرازی صفحہ نمبر ۲۳۴ پر ''وفاتِ رسولؐ کے بعد خدا کے لئے حضرت علیؑ کا صبر وسکوت'' کے عنوان سے جو درج ہے اس میں لکھتے ہیں:

''امیر المومنین علیہ السلام وہ یکتا انسانِ کامل تھے جنہوں نے زندگی بھر کبھی اپنی ذات کی طرف نہیں دیکھا بلکہ ہر وقت خدا پر نظر رکھتے تھے، یعنی ہر حیثیت سے فنا فی اللہ کی منزل میں تھے۔

آپؑ خود کو، اپنے متعلقین کو اور امامت وخلافت اور ریاست کو محض خدا اور خدا کے دین کے لئے چاہتے تھے۔ لہٰذا آپؑ کا صبر وتحمل وخاموشی اور اپنا مسلم الثبوت حق حاصل کرنے کے لئے مخالفین سے مقابلہ نہ کرنا بھی صرف خدا کے لئے تھا تا کہ ایسا نہ ہو مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ پڑ جائے۔ لوگ اپنے سابق کفر کی طرف پلٹ جائیں۔ چنانچہ اس موقع پر جب حضرت فاطمہؑ مظلومہ کا حق چھینا جا چکا اور آپؑ مظلومی ومایوسی کی حالت میں گھر پلٹیں تو آپؑ نے امیر المومنین علیہ السلام کو مخاطب کر کے عرض کیا ''آپؑ جنین کی مانند سمٹ کر بیٹھ رہے، ایک متہم انسان کی طرح گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے شکاری پرندے والے شہپر توڑ دیئے۔ پس کمزور پرندے والے پروں نے آپ کا ساتھ نہیں دیا۔(.........) حضرت علیؑ سارا بیان سنتے رہے، یہاں تک کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا خاموش ہوئیں تو ایک مختصر جواب دے کر ان معصومہؑ کو مطمئن کر دیا۔ من جملہ اس کے فرمایا۔ فاطمہؑ! میں نے امر دین اور احقاق حق میں جہاں تک ممکن تھا کوتاہی نہیں کی آیا تم یہ چاہتی ہو کہ یہ دین مبین باقی اور پائیدار رہے اور تمہارے بابا کا نام ابد تک مسجدوں اور آذانوں کے میں لیا جاتا رہے؟ آپؑ نے کہا میری سب سے بڑی آرزو اور خواہش یہی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا، پس اس صورت میں تم کو صبر کرنا چاہیئے کیونکہ تمہارے بابا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس کے لئے وصیتیں فرمائی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ کو صبر سے کام لینا چاہیئے ورنہ میں اتنی طاقت رکھتا ہوں کہ

دشمنوں کو زیر کر کے تمہارا حق وصول کرلوں، لیکن یہ جان لو کہ پھر دین ختم ہوجائے گا لہٰذا خدا کے لئے اور دین خدا کی حفاظت کے لئے صبر کرو کیونکہ آخرت کا ثواب تمہارے لئے اس حق سے بہتر ہے جو تم سے غصب کرلیا گیا ہے۔

ناصرومددگار کی قلت:

حضرت علیؑ کے تلوار نہ اٹھانے کی وجوہات کے سلسلے میں بے شمار روایات ہیں۔ایک روایت حضرت علیؑ ابن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے بھی ہے کہ جب ہیثم بن عبداللہ رمانی نے آپؑ سے سوال کیا کہ فرزند رسولؐ یہ بتائیں کہ رسولؐ کی وفات کے پچیس سال تک حضرت علیؑ نے اپنے دشمنوں سے جہاد کیوں نہیں کیا پھر اپنے عہدِ خلافت میں کیوں جہاد کیا۔آپؑ نے فرمایا کہ ''حضرت علی علیہ السلام نے اس سلسلہ میں رسولؐ اللہ کی اقتدا کی اوران کی سیرت پر عمل کیا۔اس لئے کہ آنحضرتؐ نے اعلانِ نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ سال اور مدینہ میں (بعد ہجرت) انیس ماہ مشرکین سے ترکِ جہاد کیا اور یہ اس لئے کہ مشرکین کے مقابلے کے لئے آپؐ کے اعوان وانصار کم تھے پس اسی طرح علیؑ بھی قلتِ اعوان کی وجہ سے اپنے دشمنوں سے جہاد ترک کئے رہے۔غور کرنے کی بات ہے جب تیرہ سال چند ماہ ترکِ جہاد کی وجہ سے رسولؐ اللہ کی نبوت باطل نہیں ہوئی تو پچیس سال تک ترک جہاد کرنے سے حضرت علیؑ کی امامت کیسے باطل ہوجائے گی جبکہ ان دونوں کے ترکِ جہاد کا سبب ایک ہے۔'' (مولا علیؑ مدینے میں پچیس سال، ص۹۹-۱۰۹)

اثبات امامت وولایت- مناظرہ ہشام ابن حکم

امام جعفر صادقؑ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔امامؑ کے برجستہ شاگرد اور صحابی ہشام ابن حکم بھی وہاں موجود تھے۔امامؑ نے ہشام ابن حکم سے مخاطب ہوکر فرمایا ''اے ہشام تم اس مناظرہ کا حال بیان کرو جو تمھارے اور عمرو ابن عبید کے درمیان پیش آیا ہے۔ہشام نے عرض کی ''مولاؑ آپؑ بہتر جانتے ہیں''۔امامؑ نے فرمایا ''جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کرو'' ہشام نے بیان کرنا شروع کیا کہ عمرو ابن عبید بصرہ کا مشہور عالم تھا۔وہ بصرہ کی مسجد میں بیٹھ کر لوگوں کے سوالات کے جوابات دیا کرتا تھا۔لیکن عمرو ابن عبید اہل بیتؑ کی امامت وولایت سے انکار کرتا تھا۔جب یہ بات میرے علم میں آئی تو میں بصرہ کی طرف

روانہ ہوا۔ اور بصرہ پہنچ کر مسجد بصرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ عمرو ابن عبید ہزاروں افراد کے درمیان موجود ہے اور لوگ اس سے اپنے سوالات دریافت کر رہے ہیں۔ میں لوگوں کے درمیان سے ہوتا ہوا عمرو کے نزدیک پہنچا اور اس کو مخاطب کر کے کہا: ''میں مسافر ہوں اور آپؑ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں''۔ عمرو نے کہا: ''جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو''۔ میں نے کہا: ''کیا تمھاری آنکھیں ہیں؟'' اس نے کہا: ''کیا احمقانہ سوال ہے؟'' میں نے کہا جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔ اس نے کہا: ہاں میری آنکھیں ہیں۔ میں نے پوچھا: آنکھوں سے کیا کام لیتے ہو؟ اس نے کہا: میں ان کے ذریعے سے تمام چیزوں کو دیکھتا ہوں۔ میں نے پوچھا: کیا تمھارے ہاتھ ہیں اور ان ہاتھوں سے کیا کام لیتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں! میرے ہاتھ ہیں اور ان کے ذریعے میں اپنے کاموں کو انجام دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا: کیا تمھاری زبان ہیں اور اس سے کیا کام لیتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں! میری زبان ہے اور اس سے میں چکھنے کا کام لیتا ہوں۔ اب میں نے پوچھا کہ کیا تمھارے کان ہیں اور ان سے کیا کام لیتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں! میرے کان ہیں اور میں ان سے سننے کا کام لیتا ہوں۔ میں نے پوچھا: کیا تمھاری ناک ہے اور اس سے کیا کام لیتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں! میری ناک ہے اور اس سے میں سونگھنے کا کام لیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کیا تمھارے پاس عقل ہے اور اس سے کیا کام لیتے ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں! میرے پاس عقل ہے اور یہ میرے تمام حواس کی رہنمائی کرتی ہے اور صحیح و غلط میں تمیز کرتی ہے۔ ہشام کہتے ہیں میں نے کہا: ''جب اللہ تعالیٰ نے تمھارے جسم میں عقل کی شکل میں ایک امام و رہنما رکھا ہے جس کے ذریعے تم صحیح و غلط کی تمیز کرتے ہو تو کیسے ممکن ہے کہ وہی خدا اس پوری کائنات کو بغیر امام و ہادی کے چھوڑ دے۔ عمرو ابن عبید میرے اس سوال کا کوئی جواب نہیں دے سکا اور مجھ سے سوال کیا کہ کیا تم ہشام ابن حکم ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو اس نے کہا کہ کیا ہشام کے ساتھیوں میں سے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے پوچھا کیا کوفہ کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا ہاں! عمرو نے کہا: تو پھر تم ہشام ہی ہو۔ اور اس کے بعد اپنی مسند سے اٹھا اور مجھے اپنی مسند پر بیٹھا دیا اور جب تک میں اس محفل میں رہا عمرو نے احتراماً اپنی زبان نہیں کھولی۔ امامؑ اس مناظرے کو سن کر مسکرائے اور ہشام سے پوچھا: یہ بتاؤ کہ یہ مناظرے کا طریقہ تمھیں کس نے سکھایا؟ ہشام نے کہا: مولا آپؑ سے سیکھا ہے۔ امامؑ نے فرمایا ''خدا کی قسم! یہ مناظرے کا طریقہ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں ذکر ہوا ہے۔

ولایت علی علیہ السلام عمل کی متقاضی

حدیث نمبر ۱:

امام المتقین حضرت علیؑ ہر نیکی اور اچھائی کی بنیاد و اساس ہیں اور ان کے چاہنے والے ان ہی کی سیرت پر عمل پیرا ہیں۔ لہٰذا ہر چاہنے والے پر لازم ہے کہ اگر وہ ان کی محبت کا دم بھرتا ہے اور ان کے پیروکار اور تابع ہونے کا دعویدار ہے تو اخلاق و عمل میں مولا کی پیروی کریں تاکہ اس کے ذریعے اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کر سکے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ "**فَكَذِبَ مَنْ زَعَمَ اَنَّهُ مَعَنَا وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِفُرُوْعِ غَيْرِنَا**"

ترجمہ: "جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے جب کہ مقام عمل میں ہمارے علاوہ دوسرے افراد کی پیروی کرتا ہے"۔ (اصول کافی۔ جلد ۸۔ صفحہ ۲۴۲)

حدیث نمبر ۲:

جو شخص بھی امام علیؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بلا فصل جانشین مانتا ہے اور ان کے بعد گیارہ آئمہ معصومینؑ کو اپنا رہبر و رہنما جانتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان کے فرمان کو فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمان خدا سمجھتا ہے۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے:

اِسْمَعُوا وَاَطِيْعُوا لِمَنْ وَلَّاهُ اللهُ الْاَمْرَ فَاِنَّهُ نِظَامُ الْاِسْلَام

ترجمہ: "جنہیں خداوند متعال نے تم لوگوں پر صاحب امر مقرر فرمایا ہے (یعنی اہل بیتؑ) تم ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت و پیروی کرو کیونکہ اسی میں اسلام کا نظام ہے"۔ (الامالی مفید: ص ۱۴: ج ۲)

گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ امامت کی پیروی ہی میں اسلام کی بقاء ہے ورنہ اگر امام کی اطاعت نہ کی گئی اور امام کی بات کو نہ سنا گیا تو دین اسلام تباہ و برباد ہو جائے گا اور معاشرہ فاسد ہو جائے گا۔

حدیث نمبر۳:

اسلامی معاشرے کی تشکیل میں دو طرح کی سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ایک وہ افراد جو نکتہ اعتدال سے آگے بڑھ گئے اور افراط کیا اور دوسرے وہ افراد جو حد اعتدال سے پیچھے رہ گئے اور تفریط کا شکار ہو گئے۔ بالفاظ دیگر نکتہ اعتدال یعنی اہل بیتؑ سے آگے نکل جانے والے افراطی اور جو شیلے اور نکتہ اعتدال سے پیچھے رہ جانے والے سست رو اور کند مزاج افراد ہیں۔ ہر دو گروہ معرض ہلاکت میں ہیں۔اور اہل نجات وہ افراد ہیں جو حد اعتدال پر ہیں اور اہل بیتؑ کے ساتھ ہیں۔

امام علیؑ نے ظاہری خلافت ملنے کے بعد جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اس میں ایک مقام پر فرمایا:

مَعَنَا رَایَةُ الْحَقِ مَنْ تَبِعَهَا لَحِقَ وَمَنْ تَاَخَّرَ عَنْهَا غَرِقَ

ترجمہ: ”پرچم حق ہم اہل بیتؑ کے ساتھ ہے۔جس نے بھی اس پرچم کی پیروی کی وہ حق تک پہنچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ تباہ و برباد ہو گیا“

شاید غدیر خم کے میدان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی وجہ سے ان افراد کو جو آگے نکل گئے تھے پیچھے بلایا اور جو پیچھے رہ گئے تھے انھیں جلدی پہنچنے کی ہدایت کی۔ (مصباح المتہجد ،ص ۳۶۱)

حدیث نمبر۴:

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا

لیس من شیعتنا من قال بلسانه و خالفنا فی اعمالنا و آثارنا

ترجمہ: وہ شخص ہمارا شیعہ نہیں ہے جو اپنی زبان سے تو ہماری پیروی کا دم بھرتا ہو لیکن مقام عمل میں ہمارے کردار اور آثار کے خلاف زندگی بسر کرتا ہو۔ (بحار الانوار: ج ۶۸ ص ۱۴۶، ج ۱۳)

حوالہ جات

۱۔ قرآن مجید
۲۔ سیرت معصومینؑ (احسن المقال)، جلد ا، شیخ عباس قمی
۳۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی
۴۔ غدیرِ خم اور خطبہ غدیر، علامہ ابن حسن نجفی
۵۔ نقوش عصمت، چہاردہ معصومینؑ، علامہ ذیشان حیدر جوادی
۶۔ صحیح بخاری، امام بخاری
۷۔ صحیح مسلم، امام مسلم
۸۔ صحیحین کا ایک مطالعہ، محمد صادق نجمی
۹۔ شیعہ احکام وعقائد کے آئینہ میں، سیّد امیر کاظمی قزوینی
۱۰۔ آیات غدیر، آیت اللہ میلانی
۱۱۔ حدیث غدیر، آیت اللہ میلانی
۱۲۔ مولا علی علیہ السلام مدینے میں پچیس سال، پروفیسر منظر کاظمی

قواعد وضوابط

۱۔ اس کتابچہ میں موجود سوالنامہ کے جوابات اسی کتابچہ سے وصول کیے جائیں گے۔شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۲۔ سوالنامہ کے جوابات ۱۵ سے ۴۰ سال تک کے افراد سے قبول کیے جائیں گے۔

۳۔ صحیح جواب کے نشان ایک سے زائد ہونے کی صورت میں جواب نامہ منسوخ کر دیا جائے گا۔

۴۔ انعامات کی تفصیل:

پہلا انعام: Android Tablet

دس انعامات:- Rs 750/ (ساڑھے سات سو روپے تک کے)

ایک سے زائد افراد کے صحیح جوابات ہونے کی صورت میں تمام انعامات قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جائیں گے اور تمام صحیح جواب دینے والوں کو عمومی انعامات دئے جائیں گے۔

۵۔ مقابلہ میں شامل ہونے کی فیس مبلغ پچاس روپے ہے جو مقالہ حاصل کرتے وقت ادا کرنا ہوگی۔

۶۔ کتابچہ GIYF اور GIWW سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

﴿GIYF کے اوقات صبح ۹ سے رات ۹ تک اور GIWW کے اوقات صبح ۹ سے ۱۲ اور شام ۴ سے ۷ ہیں﴾

کتابچہ ۲ اکتوبر ۲۰۱۳ء سے ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۳ء تک حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

۷۔ جواب نامہ جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۳ ہے۔

۸۔ جواب نامہ صبح ۹ بجے سے دوپہر ۱ بجے اور رات ۹ بجے سے ۱۱ بجے کے درمیان جمع کروایا جاسکتا ہے۔

۹۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۳ کو منعقد کیا جائے گا۔

۱۰۔ ۴ نومبر ۲۰۱۳ تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۱۱۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے ''ب'' فارم یا شناختی کارڈ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

al-furat | Travel &Tours

Tel : (+92 21) 322 422 46-47-48 Email : info@alfurat.net

Ali Abbas Khoja 0321-2309868 | Anis Raza 0321-2309878 | Raza Nayani 0302-2108004

ASHURA IN KARBALA

BUDGET PACKAGE

Group-1

Only IRAQ
With Maulana Nadir Sadqi
Duration :13 Days
Departure : 5 Nov 2013
Package Cost : US $ 1150

STANDARD PACKAGE

Group-2

IRAQ & IRAN
With Maulana Nadir Sadqi
Duration :21 Days
Departure : 5 Nov 2013
Package Cost : US $ 1375

Group-3

Only IRAQ
(MATAMI GROUP)
Package Cost : US $ 900
11- DAYS

CHEHLUM IN KARBALA

STANDARD PACKAGE

Group-1

Only IRAQ
With Maulana M.Raza Dawoodani
Duration :15 Days
Departure : 14 Dec 2013
Package Cost : US $ 1950

Group-3

IRAN & IRAQ
(ON IRAN AIR)
Package Cost : US $ 1250
21- DAYS

STANDARD PACKAGE

Group-2

Only IRAN
Package Cost : US $ 1600
14- DAYS

Group-4

Only IRAQ
(MATAMI GROUP)
Package Cost : US $ 1290
13- DAYS

For More Details please visit or call our office

SUIT # 3, HANIF MANSION, BEHIND BOHRI MASJID, NEAR NISHTAR PARK,
SOLDIER BAZAR NO 3, KARACHI
www.alfurat.net

سوالات

۱) امام علیؑ کے علاوہ ماں باپ کی طرف سے اولین ہاشمی کون تھے؟

الف: رسول خداؐ ب: امام حسینؑ ج: دونوں صحیح

۲) حضرت علیؑ کو ''کرم اللہ وجہ'' کا لقب کیوں ملا؟

الف: کیونکہ آپؑ کا چہرہ نورانی تھا ب: کیونکہ یہ آپؑ کا پسندیدہ لقب تھا

ج: کیونکہ کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا

۳) حدیث غدیر کی دلالت پر جو بنیادی اعتراض کیا جاتا ہے وہ کون سا ہے؟

الف: حضرت علیؑ حجۃ الوداع میں نہیں تھے

ب: لفظ مولا عربی میں اولیٰ کے معنیٰ میں استعمال نہیں ہوتا

ج: حدیث غدیر متواتر نہیں ہے

۴) امام علیؑ نے زہد کی کیا تعریف فرمائی ہے؟

الف: کوئی چیز انسان کی مالک نہ بننے پائے

ب: انسان کسی دنیاوی شئی کا حاجتمند نہ ہو ج: دونوں صحیح

۵) قرآن مجید میں کم سے کم کتنی آیات مولا کے کمالات کا صراحت کے ساتھ اعلان کر رہی ہیں؟

الف: ۳۱۳ ب: ۳۰۰ ج: ۴۱۳

۶) علماء لغت وادب نے نہج البلاغہ کے متعلق کیا کہا؟

الف: تحت کلام الخالق ب: فوق کلام المخلوق ج: دونوں صحیح

۷) نہج البلاغہ کا دوسرا حصہ امام علیؑ کے............... پر مشتمل ہے؟

الف: خطبات　　ب: خطوط　　ج: کلمات قصار

۸) جب جناب فاطمہؑ بنت اسد خانہ کعبہ سے باہر آئیں تو ہاتف غیبی نے کیا کہا؟

الف: حضرت علیؑ وہ پہلے شخص ہوں گے جو کعبہ پہ کھڑے ہو کر اذان کہیں گے

ب: بتوں کو توڑ کر کعبہ کی چھت سے گرائیں گے　　ج: دونوں صحیح

۹) جناب محمد حنفیہ کی والدہ کا نام............... ہے اور ان کی اولاد کی تعداد............... ہے

الف: خولہ حنفیہ، ۲۴　　ب: ام حبیب، ۱۴　　ج: اسماء بنت عمیس، ۲۴

۱۰) کس آیت کے نازل ہونے پر رسولؐ نے دعوت ذوالعشیرہ منعقد کی؟

الف: آیت مودت　　ب: آیت انذار　　ج: آیت تطہیر

۱۱) هَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ کن خالص مومنین کے بارے میں نازل ہوئی؟

الف: عتبہ، ولید، شیبہ　　ب: امام علیؑ، جناب حمزہؑ، جناب عتبہ بن حارث

ج: امام علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ

۱۲) امام علیؑ نے عثمان بن حنیف کو خط میں لکھا:

الف: تمہارے امامؑ نے دو پرانے کپڑوں اور جو کی دو روٹیوں پر اکتفا کیا ہے

ب: تمہارے امامؑ نے ایک پرانے کپڑے اور جو کی ایک روٹی پر اکتفا کیا ہے

ج: تمہارے امامؑ نے سادہ لباس اور خشک روٹیوں پر اکتفا کیا ہے

۱۳) رسول خداؐ آخری حج کے لئے کس تاریخ کو مدینے سے روانہ ہوئے؟

الف: ۲۷ ذیقعدہ　　ب: ۲۵ ذیقعدہ　　ج: ۲۶ ذیقعدہ

۱۴) ابوسعید خدری کے مطابق غدیر کا واقعہ کس دن پیش آیا؟

الف: جمعرات ب: جمعہ ج: ہفتہ

۱۵) جحفہ مکہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟

الف: ۱۵ میل ب: ۱۳ میل ج: ۱۴ میل

۱۶) عربی میں تالاب کو کیا کہتے ہے؟

الف: غدیر ب: خم ج: عین

۱۷) رسولؐ نے فرمایا: اے علیؑ اگر تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت ہو تو وہ تمہارے لئے .... سے بہتر ہے۔

الف: دنیا و آخرت ب: جنگ کرنے ج: سرخ اونٹوں

۱۸) غدیر پہنچنے پر کون سی آیت نازل ہوئی؟

الف: آیت سئل سائل ب: آیت تبلیغ ج: آیت اکمال دین

۱۹) غدیر خم میں رسول خداؐ نے امام علیؑ کو جو عمامہ باندھا تھا اس کا نام بتایئے؟

الف: تاج ب: سحاب ج: ثاقب

۲۰) غدیر کے موقع پر کس صحابی رسولؐ نے اشعار پڑھے

الف: حسان بن ثابت ب: زید بن ارقم ج: عبداللہ بن عباس

۲۱) سب سے محترم عید کون سی ہے؟

الف: عید الفطر ب: عید قربان ج: عید غدیر

۲۲) ابو ہریرہ کے مطابق غدیر کے دن کا روزہ............ مہینوں کے روزہ پر بھاری ہے۔

الف:۵۰ ب:۶۰ ج:۷۰

۲۳) حدیث غدیر اہل سنت کی کون سی دو بڑی کتابوں میں ذکر ہوئی ہے؟

الف: صحیح بخاری، صحیح مسلم ب: صحیح ترمذی، صحیح مسلم

ج: مسند احمد بن حنبل، سنن نسائی

۲۴) سورہ معارج کی ابتدائی آیات کس شخص کے بارے میں نازل ہوئیں؟

الف: حارث بن نعمان فہری ب: مسلم بن حجاج فہری

ج: زید بن ارقم

۲۵) رسول خداؐ نے واقعہ غدیر میں کس آیت کے ذریعے خود اپنے اولیٰ ہونے کا اقرار لیا؟

الف: اِنَّ اللہَ وَ مَلائِکَتُہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِی

ب: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٌ ج: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنِ مِنْ اَنْفُسِہِمْ

۲۶) کتنے مرد و خواتین اصحاب نے حدیث غدیر کو نقل کیا؟

الف:۱۲۰ سے زیادہ ب:۱۳۰ سے زیادہ ج:۱۴۰ سے زیادہ

۲۷) غدیر خم میں اصحاب نے امام علیؑ کو کس لقب کے ساتھ سلام کیا؟

الف: امام ب: مولا ج: امیر المومنین

۲۸) حضرت علیؑ کے فرمان کے مطابق کیوں آپؑ نے اپنے حق کے لئے تلوار نہیں اٹھائی؟

الف: اگر امام تلوار اٹھاتے تو اسلام منزل اوّل ہی میں ختم ہو جاتا

ب: رسول خداؐ نے عہد لے لیا تھا ج: دونوں صحیح

۲۹) امام علی رضاؑ کے مطابق حضرت علیؑ نے اپنے دشمنوں سے ۲۵ سال تک جہاد کیوں نہیں کیا؟

الف: آپؑ کے مددگار کم ہے　　ب: دین میں تفرقہ کے خوف سے

ج: دین اسلام کی بقاء کے لئے

۳۰) امام صادقؑ کے صحابی............... کا............... کے ساتھ مناظرہ ہوا تھا؟

الف: جابر جعفی ۔عمرو بن لبید　　ب: زرارہ ۔عمرو بن عبید

ج: ھشام بن حکم ۔عمرو بن عبید

lilanisoft

Desktop | Mobile | Web

OFFERS

- Basic and Advance Accounting Software (Mobile support also available)
- Point of Sell Software
- SEO Services

Best Software and Services are available in short time period with best quality

Professional Web, Desktop, Mobile Application Development Company providing Effective, Efficient and Best Possible software solutions to Clients

Transform your business
With the best solutions deployed to you quickly and confidently

Contact:

Muhammad Raza Lilani
0333-3855424
lilaniraza786@gmail.com
Phone: 021-34520440

Muhammad Asghar Khoja
0321-2111540
asgharkhoja@yahoo.com
www.fb.com/LilaniSoft

Microsoft .net MySQL php Java

Address : SF-36, Lavish Mall, Tariq Road, Karachi, Pakistan www.lilanisoft.com

GIDES GIDES GIDES

Green Island Developmental & Educational Services (GIDES)

Let us be the beacon to acquire knowledge & wisdom

Admission Open in

Java Programming	*Website Designing*
Database	*Website Development*
Mobile Application Development	*Intro. to Computer Features*
Typing Master	*Search Engines Optimization*
C &.net Programming	*Advance Excel*
OOP & Structured Programming Concepts	

Under the Supervision of Sir Raza Lilani

Cell: (+92) 333-3855424, Email: gidespk@gmail.com
GIDES, Near Zainab Panjwani Hospital, Jamshed Quartar, Karachi.

GIDES GIDES GIDES

AF
Shabbir Ali 0321-2419020
(Furniture Wala)
Ali Asghar 0333-2136519
(Furniture Wala)
ADIL FURNISHERS
All Kinds of Wooden, Aluminum, Glass, Colour,
Electrical, Plumbring. Maintenance Work,
Office & Bridal Furniture
Shop # 2, Zainabia Park View, Block-B
M.A. Jinnah Road, Numaish, Karachi.

GIWW GIWW GIWW
GIWW GIWW GIWW
Green Island Women Wing (GIWW)
(A Project of GIT®)
Table Tennis
Study Room
Fitness Club
Board Games
Only for Community Women | صرف کمیونٹی کی خواتین کے لئے
Just in Rs 100/- with free Registration
Offer Valid till 31st October, 2013
Office Hours:
Morning: 9:00 to 12:00 Noon
Evening: 4:00 to 7:00 P.M
Cell: (009221)-32293742, Email: giwwpk@gmail.com
GIWW, Al-Jannat Valley, Near M.L Tower, Soldier Bazar#1, Karachi.
GIWW GIWW GIWW
GIWW GIWW GIWW

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گوہرِ حکمت

عظمت و اثباتِ ولایت و امامتِ حضرت علی علیہ السلام

رجسٹریشن فارم

نام:________________ رجسٹریشن نمبر:________________

والد/ شوہر کا نام:________________ تاریخ پیدائش:________________

تعلیمی اہلیت:________________ ای۔میل:________________

شناختی کارڈ نمبر/ ب فارم نمبر:________________ جنس:________

موبائل نمبر:________________ گھر کا فون نمبر:________________

پتہ:____

____

میں نے سامنے دیئے گئے قواعد و ضوابط کو پڑھ لیا ہے اور ان پر عمل کرونگا / کرونگی۔

________________ ________________

دستخط امیدوار دستخط والد / سرپرست

جواب نامہ

سوال	الف	ب	ج	سوال	الف	ب	ج
۱۱				۱۶			
۲				۱۷			
۳				۱۸			
۴				۱۹			
۵				۲۰			
۶				۲۱			
۷				۲۲			
۸				۲۳			
۹				۲۴			
۱۰				۲۵			
۱۱				۲۶			
۱۲				۲۷			
۱۳				۲۸			
۱۴				۲۹			
۱۵				۳۰			

Bringing Out the Best!!!
HOT Tasty N Roll BBQ
House of food
Mir Mojiz: 0333-2248682
DEAL 1 Rs.195
Zinger Burger
Chicken Wings 2 pcs.
Fries & Coleslaw
DEAL 2 Rs.230
BBQ Sandwich
1 Chicken Juicy Roll
Fries & Coleslaw
DEAL 3 Rs.210
Beef Burger
Qtr. Broast
Fries & Coleslaw
Leg Pcs.
DEAL 4 Rs.210
Crispy Broast Qtr.
1 Chicken Garlic Roll
Fries & Coleslaw
Leg Pcs.
DEAL 5 Rs.400
Hot & Tasty Deal
6 Piece Dram Stick
2 Mayo Roll
Fries & Coleslaw
DEAL 6 Rs.190
1 Quater Broast
Leg Pcs.
Half Club Sandwich
Fries & Coleslaw
DEAL 7 Rs.260
3 Piece Dram Stick
1 Chicken Sandwich
Fries & Coleslaw
Contact for Free Home Delivery: 0213-2221213
Shop # 01, Ground Floor Afshan Arcade,Plot # 944
Jamshed Quater Main Soldier Bazar Karachi.
نیو الملکہ کیٹرر
شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے لیے مال آڈر پر تیار کیا جاتا ہے
Contact # Hasnain Shah: 0333-7054195,
Zaki Haider: 0345 3466433, Abid Chef: 0345-8076616

PC
PIRANI
CATERING

Zamin Pirani
0332-4PCPC11

Quality Catering for Every Event

Pirani Event Managers & Picnic Planners

We Make Your Event Memorable One
We Provide Complete Setup For Wedding,
Dinner, Lunch Parties, Picnic, Birthday &Etc

/PiraniCaterers
www.piranicatering.webs.com

Contact: 021-35439380
Shop # 3, Zainabia House, Soldier Bazar # 2, Karachi.